1913ء سے جاری شدہ

مصلح موعود نمبر
18 فروری 2015ء
18 تبلیغ 1394 ہش

احمدی احباب کی تعلیم وتربیت کے لئے

047-6213029 ☎
C.P.L FR-10

روزنامہ الفضل

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

Web: http://www.alfazl.org Email: editor@alfazl.org

(وہ) زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی (پیشگوئی بابت مصلح موعود)

سیدنا حضرت مصلح موعود کے زمانہ میں 46 ممالک میں مشن قائم ہوئے اور قریباً 164 واقفین نے بیرون ہندوستان دعوت الی اللہ کی خدمات سرانجام دیں

خدا کی خاطر ملکوں ملکوں دعوت الی اللہ کرنے والے اور دکھ اٹھانے والے چند بزرگان کی تصاویر

حضرت مفتی محمد صادق صاحب
برطانیہ۔امریکہ

حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحب
برطانیہ

حضرت صوفی غلام محمد صاحب
ماریشس

حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب
بلاد عرب۔ برطانیہ

حضرت مولانا نذیر احمد علی صاحب
افریقہ

حضرت حکیم فضل الرحمان
غانا۔نائیجیریا

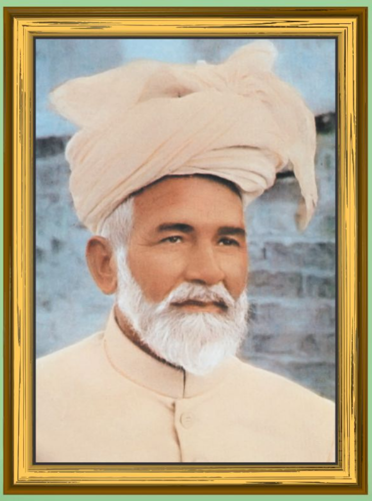
محترم مولوی ظہور حسین صاحب بخارا
روس

محترم شیخ عمری عبیدی صاحب
تنزانیہ

حضرت مولانا رحمت علی صاحب
انڈونیشیا

محترم مولانا چوہدری محمد شریف صاحب
بلاد عرب۔ گیمبیا

محترم مولانا غلام حسین ایاز صاحب
سنگاپور

محترم مولانا نسیم سیفی صاحب
افریقہ

نہ سلطنت کی تمنا نہ خواہشِ اکرام
یہی ہے کافی کہ مولیٰ کا ایک نقیب ہوں میں

وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا

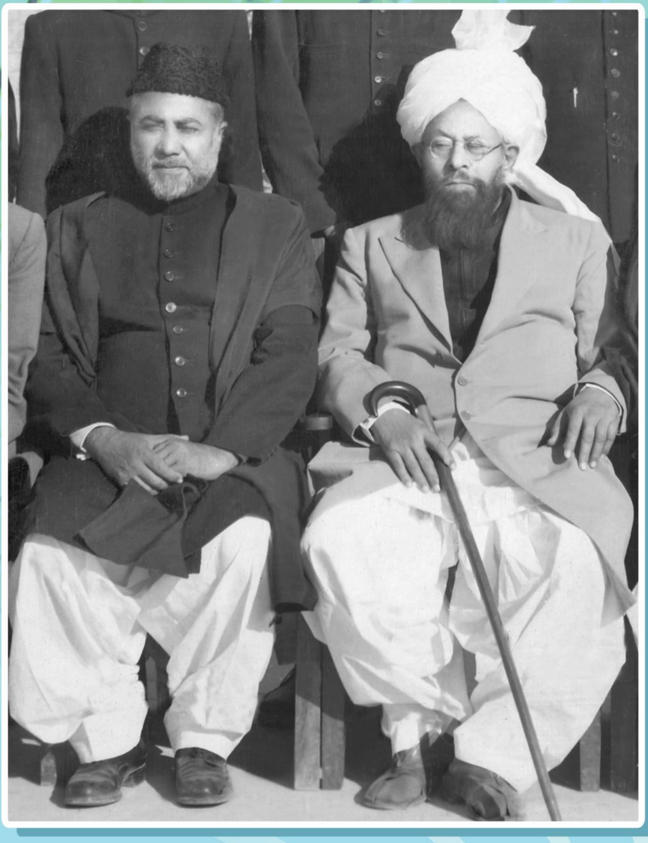

اپنے موعود بیٹے حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کے ساتھ

حضرت مصلح موعود کی چند کمیاب اور بے تکلفانہ تصاویر

جب گزر جائیں گے ہم تم پہ پڑے گا سب بار
سستیاں ترک کرو طالب آرام نہ ہو

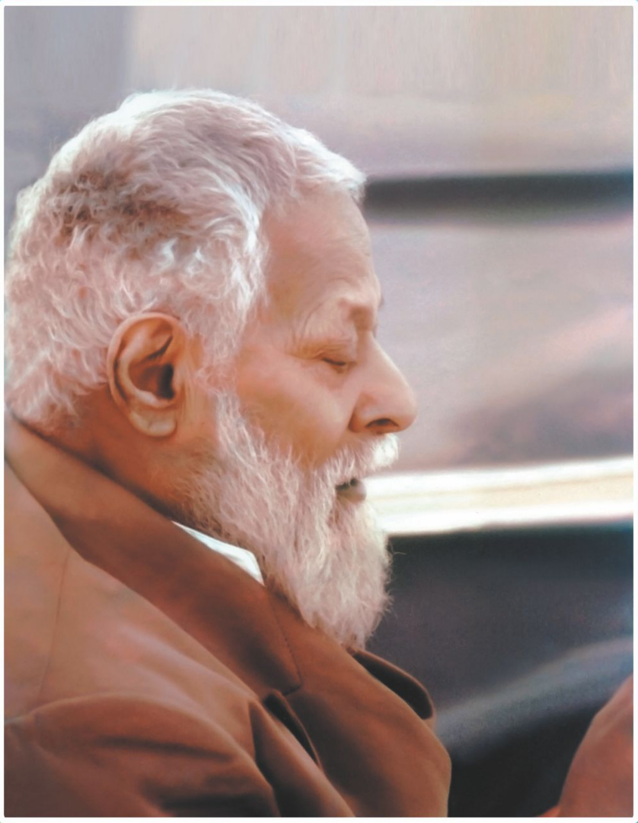

مری طرف چلے آئیں مریض روحانی
کہ ان کے دردوں دکھوں کے لئے طبیب ہوں میں

پیشگوئی دربارہ مصلح موعود

حضرت مسیح موعود کو خدا تعالیٰ نے مخاطب کر کے فرمایا:۔

''میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے اے مظفر تجھ پر سلام! خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دین (-) کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب (-) کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے۔ اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔

اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ (-) خدا کی رحمت وغیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری وباطنی سے پر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر' مظہر الحق والعلاء (-) جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امرا مقضیا''

(اشتہار 20 فروری 1886ء۔ روحانی خزائن جلد نمبر 5 ص 647)

مشعل راہ

دور خلافت ثانیہ میں ترقیات کا ایک جائزہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ فرمودہ 21 مئی 2004ء میں فرماتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خلافت کا دور 52 سال رہا اور ہر روز ایک نئی ترقی لے کر آتا تھا۔ کئی زبانوں میں آپ کے زمانے میں تراجم قرآن کریم ہوئے۔ بیرونی دنیا میں مشن قائم ہوئے۔ افریقہ میں، یورپ میں مشنز قائم ہوئے اور بڑی ذاتی دلچسپی لے کر ذاتی ہدایات دے کر۔ اس زمانے میں دفاتر کا بھی نظام اتنا نہیں تھا۔ خود (-) کو براہ راست ہدایات دے دے کر اس نظام کو آگے بڑھایا اور پھر اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ہندو پاکستان میں بلکہ دنیا کے دوسرے ملکوں میں بھی اور خاص طور پر افریقہ میں لاکھوں کی تعداد میں سعید روحوں کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع ہوئیں۔ پھر دیکھیں آپ نے کس طرح انتظامی ڈھانچے بنائے۔ صدر انجمن احمدیہ کا قیام تو پہلے ہی تھا اس میں تبدیلیاں کیں، ردّ وبدل کی۔ اس کو اس طرح ڈھالا کہ انجمن اپنے آپ کو صرف انجمن ہی سمجھے اور کبھی خلافت کے لئے خطرہ نہ بن سکے۔ پھر ذیلی تنظیموں کا قیام ہے، انصار اللہ، خدام الاحمدیہ، لجنہ اماء اللہ، آپ کی دُوررس نظر نے دیکھ لیا کہ اگر میں اس طرح جماعت کی تربیت کروں گا کہ ہر عمر کے لوگوں کو ان کی ذمہ داری کا احساس دلا دوں اور وہ یہ سمجھنے لگیں کہ اب ہم ہی ہیں جنہوں نے جماعت کو سنبھالنا ہے اور ہر فتنے سے بچانا ہے۔ اپنے اندر نیک تبدیلی اور پاک تبدیلی پیدا کرنی ہے۔ اگر یہ احساس پیدا ہو جائے قوم کے لوگوں میں تو پھر اس قوم کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ تو دیکھ لیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب دنیا کے ہر ملک میں یہ ذیلی تنظیمیں قائم ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے فعال ہیں اور آج جرمنی کی خدام الاحمدیہ بھی اسی سلسلے میں اپنا اجتماع کر رہی ہے۔ تو یہ بھی ایک بہت بڑی انتظامی بات تھی جو حضرت مصلح موعود نے جماعت میں جاری فرمائی۔ پھر تحریک جدید کا قیام ہے۔ جب دشمن یہ کہہ رہا تھا کہ میں قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا اس وقت آپ نے تحریک جدید کا قیام کیا اور پھر بیرون ممالک میں مشن قائم ہوئے۔ پھر وقف جدید کا قیام ہے جو پاکستان اور ہندوستان کی دیہاتی جماعتوں میں (-) کے لئے تھا۔ اب تو یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا میں پھیل گئی۔ غرضیکہ اتنے کام ہوئے ہیں اور اسی شخص کو جس کو اپنے زعم میں بڑے پڑھے لکھے اور عقلمند اور جماعت کو چلانے کا دعویٰ کرنے والے سمجھتے تھے کہ یہ بچہ ہے اس کے ہاتھ میں خلافت کی باگ ڈور ہے اور یہ کچھ نہیں کر سکتا اسی بچے نے دنیا میں ایک تہلکہ مچا دیا۔ اور تمام دنیا میں حضرت مسیح موعود کے اس الہام کو بھی پورے کرنے والے ہو گئے کہ میں تیری (دعوت) کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔

(روزنامہ الفضل 17۔اگست 2004ء)

پبلشر وپرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ .... مطبع: ضیاء الاسلام پریس .... مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ .... قیمت 15 روپے

اداریہ

تقویٰ اور امانت کی ایک عظیم الشان مثال

حضرت مسیح موعود نے پیشگوئیوں کے مطابق مٹے ہوئے اعلیٰ اخلاق کو دوبارہ قائم کیا۔ ذیل میں سیدنا حضرت مصلح موعود کی امانت و دیانت اور ایک ہندو سے حسن سلوک کا ایک عظیم الشان واقعہ پیش کیا جاتا ہے۔ جو حضور نے خود بیان فرمایا ہے۔ یہ واقعہ اس تقسیم ہند کے دور سے تعلق رکھتا ہے۔ جب حضور ہجرت کے بعد لاہور میں قیام فرما تھے۔ آپ نے ایک ہندو کا گمشدہ مال اسے اس طرح واپس کیا کہ وہ حیران رہ گیا۔ حضور نے سرکاری افسران کو بھی ناراض کیا۔ مگر تقویٰ اور امانت کی اعلیٰ مثال قائم کی۔ حضور فرماتے ہیں۔

رتن باغ (لاہور) میں ہم رہتے تھے اس کا مالک چونکہ ایک بارسوخ شخص تھا اور اس کا بھائی ڈپٹی کمشنر تھا وہ گورنمنٹ کی چٹھی لکھوا کے لایا کہ ان کا سامان ان کو دے دیا جائے۔ یہاں کے افسر اس وقت بہت زیادہ لحاظ کرتے تھے۔ انہوں نے فوراً لکھ دیا کہ ان کو یہ سامان دے دو۔ ہم جب گئے ہیں تو اس وقت تک وہ لوٹا جا چکا تھا۔ دروازے توڑے ہوئے تھے اور بہت سا سامان غائب تھا اور پولیس اس زمانہ میں ایک لسٹ بنا لیا کرتی تھی کہ یہ یہ اس مکان میں پایا گیا ہے اور چونکہ ان دنوں ایک دوسرے پر ظلم ہو رہے تھے وہ بہت رعایت کرتے تھے۔ لسٹیں عام طور پر ناقص بناتے تھے مثلاً اگر پچاس چیزیں ہوئیں تو چالیس لکھ لیں اور دس رہنے دیں اور کہہ دیا تم لے لو یہ طریق یہاں عام تھا۔ جب ہم وہاں گئے تو میں نے حکم دیا کہ جتنی چیزیں لسٹ سے زائد ہیں وہ جمع کر کے ایک طرف رکھ دو۔ چنانچہ وہ سب چیزیں رکھ دی گئیں۔ جب وہ حکم لایا تو وہ چیزیں جو لکھی ہوئی تھیں وہ دے دی گئیں۔ پاس سرکاری افسر بھی تھے اور پولیس بھی تھی۔ اس کے بعد میں نے اپنے لڑکوں کو بلا کر کہا کہ جو چیزیں میں نے الگ رکھوائی تھیں وہ بھی اس کو دے دو۔ وہ مسلمان تھانیدار جو ان کے ساتھ آیا تھا وہ یہ دیکھ کر میرے ایک لڑکے سے لڑ پڑا اور کہنے لگا آپ لوگ یہ کیا غضب کر رہے ہیں۔ ان لوگوں نے ہم پر کیا کیا ظلم کئے ہیں اور آپ ان کی ایک ایک چیز ان کو واپس کر رہے ہیں یہ تو بہت بری بات ہے مگر اس کے روکنے کے باوجود ہم نے تمام چیزیں نکال کر اس کے سامنے رکھ دیں۔ انہی چیزوں میں کچھ زیورات بھی تھے وہ میں نے رومال میں باندھ کر ایک الماری میں رکھ چھوڑے جب میں نے دیکھا کہ یہ لوگ اسے چیزیں دینے میں روک بنتے ہیں تو میں نے سمجھا کہ زیورات ان لوگوں کے سامنے دینا درست نہیں ایسا نہ ہو کہ یہ اس سے زیور چھین لیں۔ یہ لسٹوں میں تو ہیں نہیں چنانچہ میں نے وہ رومال رکھ لیا اور اسے کہلا بھیجا کہ جاتی دفعہ مجھ سے ملاقات کرتا جائے۔ میری غرض یہ تھی کہ جب وہ آئے گا تو میں علیحدگی میں اس کے زیورات اس کے حوالے کر دوں گا۔

چنانچہ جب وہ آیا تو میں نے رومال نکالا اور کہا یہ تمہارے زیورات تھے جو اس مکان سے ہمیں ملے اب میں یہ زیورات تم کو واپس دیتا ہوں اور میں نے بلایا ہی اسی غرض کے لئے تھا کیونکہ میں سمجھتا تھا کہ اگر میں نے لوگوں کے سامنے زیورات واپس کئے تو ممکن ہے سپاہی اور تھانیدار وغیرہ تم سے زیور چھین لیں۔ وہ حیران ہو گیا اور کہنے لگا کہ جو ہماری اپنی لسٹیں ہیں ان میں بھی ان زیوروں کا کہیں ذکر نہیں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے نہیں ہوگا مگر یہ زیور ہمیں تمہارے مکان سے ہی ملے ہیں اس لئے خواہ لسٹوں میں ان کا ذکر نہ ہو بہر حال یہ تمہارے ہی ہیں۔ اس پر اس کا اتنا اثر ہوا کہ اس نے وہاں جا کر **اخباروں میں اعلان کرایا کہ ہماری لسٹوں سے بھی زائد سامان ہمیں دیا گیا ہے۔ حکومت کی جو لسٹیں تھیں اس سے ہی زائد سامان نہیں دیا گیا بلکہ جو ہماری لسٹیں تھیں ان سے بھی زائد سامان دیا گیا۔** دوسرے دن وہی تھانیدار جو علاقہ کا تھا پھر آیا اور کہنے لگا میں نے ملنا ہے۔ میں نے اس بلوا لیا اور پوچھا کیا بات ہے؟ کہنے لگا مجھے تو رات نیند نہیں آئی، میرا خون کھولتا رہا ہے۔ میں نے کہا کیوں؟ کہنے لگا آپ کے آدمیوں نے بڑا بھاری ظلم کیا ہے۔ ان کم بختوں نے ہمیں لوٹ کر تباہ کر دیا ہے اور آپ ان سے یہ سلوک کر رہے ہیں۔ کہنے لگا میں بھی گورداسپور کا ہی ہوں۔ ہمارے گھر انہوں نے لوٹ لئے، تباہ کر دیئے وہ تو خیر سرکاری ظلم تھا کہ اس کو لسٹوں کے مطابق مال دے رہے تھے آخر ساروں کو کب مل رہا ہے۔ مگر ان لوگوں نے تو جو مال لسٹوں میں نہیں لکھا وہ بھی انہیں لا کر دیا گیا ہے۔ میں نے کہا میں آپ کو ایک نئی بات بتاؤں ان لوگوں کا کچھ زیور میرے پاس پڑا تھا وہ بھی میں نے ان کو دے دیا ہے وہ ان کی لسٹ میں بھی نہیں تھا۔ کہنے لگا یہ تو بڑا ظلم ہے۔ اتنے ظلم کے بعد آپ کا ان سے یہ معاملہ میری عقل میں نہیں آتا۔ میں نے کہا آپ یہ تو فرمائیے آخر میں نے ان کا مال کیوں رکھ لینا تھا؟ کہنے لگا انہوں نے ہمارا مال وہاں رکھا ہے۔ میں نے کہا اگر تم ثابت کر دو کہ میرے کوٹھی کا مال اس نے رکھا ہے تو مجھے بڑا افسوس ہوگا کہ میں نے اس کو اس کا مال واپس دے دیا ہے۔ لیکن اگر اس نے نہیں رکھا کسی اور نے رکھا ہے تو یہ تو بتاؤ کہ کرے کوئی اور بھرے کوئی، مارے کوئی اور سزا کسی کو دی جائے۔ میں نے کہا تم عدالت میں یہی کیا کرتے ہو۔ وہ کہنے لگا ہم اس طرح تو نہیں کیا کرتے لیکن یہ تو بری بات ہے کہ یہ اپنا مال لے جائیں۔ میں نے کہا لے جائیں۔ یہ تو خدائی مصیبتیں ہیں جو آتی رہتی ہیں۔ انسان گر کے بھی مر جاتا ہے اور زلزلے آتے ہیں تو بھی تباہ ہو جاتے ہیں کسی انسان پر الزام نہیں آتا۔ بہرحال اس نے میرا مال نہیں لیا۔ جس نے لیا ہے اس کا مال میرے پاس لاؤ پھر میں سوچوں گا کہ رکھ لینا چاہئے یا نہیں چونکہ اس نے ہمارا مال نہیں رکھا اس لئے ہم نے بھی اس کا مال نہیں رکھا۔

ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے ایک مجسٹریٹ مجھ سے ملنے کے لئے آیا۔ اس نے کہا میرے دل میں سخت جلن تھی اور مجھے مسلمانوں کے افعال دیکھ کر سخت تکلیف محسوس ہوتی تھی۔ مگر میں نے لاہور میں آ کر آپ کی تقریر سنی آپ نے یہ بات بتائی تھی کہ ان لوگوں پر ظلم نہیں کرنا چاہئے انہوں نے کیا قصور کیا ہے۔ اس دن سے میرے دل کو تسلی ہو گئی۔ میں نے کہا خیر کوئی معقول اور شرعی آدمی بھی میرے اس خیال کی تصدیق کر رہا ہے۔

(سیر روحانی۔ انوار العلوم جلد 24 صفحہ 296)

مصلح موعود......اک ماہِ تمام

تھی خبر جس کی صحائف میں تو وہ محمود تھا
تو وہی مصلح مقدس تھا وہی موعود تھا

جس قدر خبریں مسیح کی آمدِ ثانی کی تھیں
ان سبھی خبروں میں تیرا تذکرہ موجود تھا

کچھ حدیثوں کی کُتب میں ذکر ہے تیرا لکھا
اس سے ثابت ہے کہ رتبہ تھا ترا بے حد بڑا

تو دعاؤں کا ثمر تھا مہدیِ معہود کی
کس طرح عرشی بیاں تعریف ہو محمود کی

نیم باز آنکھیں تھیں گو نصرت جہاں کے لال کی
پھر بھی رکھتی تھیں خبر ہر چیز کے پاتال کی

حُسن و احساں میں مسیحِ پاک کی تصویر تھا
دیں کی غیرت میں مگر تو اک کھلی شمشیر تھا

تو کہاں اک فرد تھا، اک عہد تھا اک دور تھا
رخ بدل دیتے ہیں جو دنیا کا وہ شہ زور تھا

کارنامے تیرے لکھ پاؤں نہیں میرا مقام
ہے قلم میرا شکستہ اور تو ماہِ تمام

میرے پیارے تجھ کو کرتی ہوں عقیدت سے سلام
عجز آڑے آ گیا مجھ میں نہیں تابِ کلام

ا۔ع ملک

کونسا دل ہے جو شرمندۂ احسان نہ ہو

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا پاکیزہ منظوم کلام

کونسا دل ہے جو شرمندۂ احسان نہ ہو
کونسی رُوح ہے جو خائف و ترسان نہ ہو

میرے ہاتھوں سے جدا یار کا دامان نہ ہو
میری آنکھوں سے وہ اوجھل کبھی اک آن نہ ہو

مُضغۂ گوشت ہے وہ دل میں جو ایمان نہ ہو
خاک سی خاک ہے وہ جسم میں گر جان نہ ہو

اپنی حالت پہ یُونہی خرم و شادان نہ ہو
یہ سکوں پیش رَوِ آمدِ طوفان نہ ہو

مبتلائے غم و آلام پہ خندان نہ ہو
یہ کہیں تیری تباہی کا ہی سامان نہ ہو

اپنے اعمال پہ غرّہ اَرے نادان نہ ہو
تُو بھلا چیز ہے کیا اُس کا جو احسان نہ ہو

نہ ٹلیں گے نہ ٹلیں گے نہ ٹلیں گے ہم بھی
جب تلک سر بدع و کُفر کا میدان نہ ہو

رنگ بھی روپ بھی ہو حُسن بھی ہو لیکن پھر
فائدہ کیا ہے اگر سیرتِ انسان نہ ہو

نہ سہی جُود پہ وہ کام تو کر تُو جس میں
غیر کا نفع ہو تیرا کوئی نقصان نہ ہو

عشق کا دعویٰ ہے تو عشق کے آثار دکھا
دعویٰ باطل ہے وہ جس دعویٰ پہ بُرہان نہ ہو

مرحبا! وحشتِ دل تیرے سبب سے یہ سُنا
مَیں ترے پاس ہوں سرگشتہ و حیران نہ ہو

بادہ نوشی میں کوئی لطف نہیں ہے جبتک
صحبتِ یار نہ ہو مجلسِ رندان نہ ہو

بُلبُلِ زار تو مر جائے تڑپ کر فوراً
گر گُلِ تازہ نہ ہو بُوئے گلستان نہ ہو

تیری خدمت میں یہ ہے عرض بصد عجز و نیاز
قبضۂ غیر میں اے جاں مِری جان نہ ہو

تُو ہے مقبول الٰہی بھی تو یہ بات نہ بھول
سامنے تیرے کوئی موسیٰ عمران نہ ہو

ابنِ آدم ہے نہ کچھ اور تجھے خیال رہے
حدِّ نسیان سے بڑھ کر کہیں عصیان نہ ہو

تجھ میں ہمت ہے تو کچھ کر کے دکھا دُنیا کو
اپنے اَجداد کے اعمال پہ نازان نہ ہو

اپنے ہاتھوں سے ہی خود اپنی عمارت نہ گِرا
مخرب دین نہ بن دُشمنِ ایمان نہ ہو

جُود و احسانِ شہنشہ پہ نظر رکھ اپنی
جَورِ اغیار پہ افسردہ و نالان نہ ہو

اپنے اوقات کو اے نفسِ حریص و طامع
شکرِ منّت میں لگا طالبِ احسان نہ ہو

آگ ہوگی تو دُھواں اس سے اُٹھے گا محمودؔ
غیر ممکن ہے کہ ہو عشق پہ اعلان نہ ہو

(کلام محمود)

حضرت مصلح موعود اور قادیان کی زیارت کے بعد تاثرات

ایک معزز غیر از جماعت کا ایڈیٹر الفضل کے نام خط مرقومہ 1940ء

مکرمی ایڈیٹر صاحب الفضل قادیان

السلام علیکم......

میں اتفاقاً اپنے برادر حقیقی ملک غلام اکبر خان صاحب ASI سے ملاقات کرنے کو بٹالہ گیا۔ وہاں سے مجھے اپنے ایک کام سے قادیان جانے کا بھی موقعہ ملا۔ چونکہ لائل پور سے روانگی کے وقت بھی میرا ارادہ قادیان جانے کا تھا اور چونکہ میں احمدی نہیں ہوں اور قادیان جانے کا یہ پہلا موقعہ تھا۔ اس لئے میں لائل پور ہی سے اپنے معزز دوست چوہدری بشیر احمد صاحب وکیل سے ایک تعارفی رقعہ پرائیویٹ سیکرٹری حضرت مرزا صاحب کے نام کا اور ایک عریضہ حضرت صاحب کے نام کا احتیاطاً لیتا گیا۔ میں نے کیا دیکھا؟ اس کا جواب میں صرف یہ دے سکتا ہوں کہ جو کچھ عوام سے اور خواص کی تقریروں سے سنا ہوا تھا اس کے بالکل الٹ دیکھا۔

پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے پاس پہنچنے سے پہلے میں بازار سے کھانا کھا چکا تھا۔ ان کے دفتر میں پہنچ کر ان کو میں نے ان کے نام کا رقعہ دیا۔ انہوں نے پڑھ کر فرمایا حضرت صاحب نے ایک سال سے ملاقاتیں بند کر رکھی ہیں۔ افسوس کہ ملاقات کا انتظام نہیں ہو سکے گا۔ آپ جمعہ کی نماز میں تشریف لے آئیں۔ وہاں حضرت صاحب سے ملاقات ہو جائے گی۔ میں نے انہیں حضرت صاحب کے نام کا خط دیا اور کہا کہ یہ آپ پہنچا دیں۔ اگر حضرت صاحب نے پھر بھی موقعہ نہ دیا تو۔ خیر۔ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے خط حضرت صاحب کی خدمت میں پہنچا دیا اور آپ نے مہربانی کر کے دو منٹ وقت دیا۔ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب ہمیں ساتھ لے کر مکان کی دوسری منزل پر لے گئے۔ وہاں برآمدہ میں کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ہمارے پہنچنے پر حضرت صاحب کھڑے ہو گئے اور جب تک مجھے اور میرے ساتھی کو بٹھا نہ لیا خود نہ بیٹھے۔ عین ملاقات کے وقت باران رحمت شروع ہو گئی۔ نہایت بے تکلف باتیں ہوتی رہیں اور میری ہر ایک گزارش کو آپ نہایت توجہ اور غور سے سنتے رہے۔ چونکہ گفتگو بعض ضروری معاملات سے تعلق رکھتی تھی۔ اس لئے ملاقات پر دو منٹ کی بجائے نصف گھنٹہ سے زیادہ صرف آ گیا۔ اس عرصہ میں حضرت صاحب نے ہمیں یہ محسوس نہ ہونے دیا کہ آپ کا وقت ضائع ہو رہا ہے یا آپ تکان محسوس فرما رہے ہیں۔ حالانکہ آپ کی طبیعت علیل تھی۔

میں نے اور بھی بہت بڑے آدمیوں، گدی نشینوں، پیروں اور لیڈروں سے ملاقاتیں کی ہیں۔ لیکن میں سچ سچ کہتا ہوں کہ حضرت خلیفہ صاحب قادیان کے برابر سادہ بے تکلف، متین، ...... کا خیر خواہ، ہمدرد، خوش خلق و خوش اخلاق کسی کو نہیں پایا۔ خلق ...... کا جو نمونہ میں نے کتابوں میں پڑھا یا واعظوں سے سنا ہوا تھا وہ پورا پورا حضرت مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان میں دیکھا۔

حضرت سے رخصت ہو کر مجھے خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب سے جو ناظر امور خارجہ ہیں ملنے کا اتفاق ہوا میں نے ان کو بھی اپنے آقا کے رنگ میں پوری طرح رنگین پایا۔ دفتر دیکھے دفتروں کا انتظام دیکھا۔ حیران رہ گیا کہ یہ کیسے لوگ ہیں۔

کام سے فارغ ہو کر مجھے سٹیشن کو جانا تھا اور بارش کی وجہ سے خشک رستہ مجھے معلوم نہ تھا۔ اتفاق سے میرے لائل پور کے ایک واقف ملک عبد القادر صاحب اپنی دکان پر بیٹھے نظر آئے۔ انہوں نے مجھے دیکھا اور میں نے ان کو لائل پور کی رہائش کے دوران میں میرے اور ان کے درمیان کچھ کشیدگی ہو گئی تھی۔ انہیں دیکھ کر مجھے ندامت سی ہوئی مگر وہ نہایت محبت اور خلق سے ملے رات ٹھہرنے کو کہا۔ میں نے عذر کیا آخر بڑے اصرار سے اجازت دی اور ایک لڑکا ساتھ کیا کہ انہیں سٹیشن کے رستہ پر چھوڑ آئے۔ لڑکا مجھے ساتھ لے کر چلا اور کچھ رستہ چلنے کے بعد باوجود **ہمارے بار بار کہنے کے کہ اب ہم پہنچ جائیں گے واپس چلے جاؤ۔ اس چھوٹے بچہ نے نہایت اخلاص کا ثبوت دیا اور جب تک سٹیشن پر پہنچا نہ دیا واپس نہ ہوا۔**

میں نے یہ عریضہ آپ کی خدمت میں اس لئے لکھا ہے کہ آپ اسے اپنے مؤقر اخبار میں شائع کر دیں تاکہ میرے ان بھائیوں کے دلوں میں جو میری طرح احمدی نہیں ہیں۔ قادیان یا خلیفہ صاحب قادیان اور آپ کے پیروؤں کے متعلق جو غلط فہمیاں ہیں وہ دور ہو جائیں۔ میں بالکل درست عرض کرتا ہوں کہ جو خیالات قادیان اور قادیان والوں کے متعلق میرے دل میں جاگزیں تھے۔ اگر میں خود قادیان نہ جاتا تو کبھی درست نہیں ہو سکتے تھے مذہب اور عقیدہ اور چیز ہے۔ میں احمدی نہیں ہوں لیکن احمدیت کے مخالف ہونے کے یہ معنے نہیں کہ احمدیوں کی ہر بات اور ہر چیز کو لوگوں کے سامنے برا دکھانے کے لئے جھوٹ اور رنگ آمیزی سے کام لیا جائے۔ میں ان بھائیوں سے جو احمدی نہیں ہیں۔ اتنا ضرور عرض کروں گا کہ وہ قادیان ایک مرتبہ ضرور جائیں اور ان لوگوں سے ملیں قادیان کی سرزمین پنجاب کے باقی شہروں سے بالکل جدا رنگ رکھتی ہے اور قابل دید ہے۔ والسلام

خاکسار

وریام خان محلّہ غلام باری پور شہر لائلپور

(الفضل 21/اگست 1940ء)

آزادئ مذہب اور مذہبی رواداری سے متعلق اسلامی تعلیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سورۃ الفرقان کی آیت 58 ''قل ما اسالکم علیه من اجر ......'' کی تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''فرماتا ہے تُو ان لوگوں سے کہہ دے کہ مَیں تم سے خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کے بدلہ میں کسی اجر کا طالب نہیں۔ میرا اجر تو صرف اتنا ہی ہے کہ اگر کسی شخص کا دل اسلام کی صداقت قبول کرنے کے لئے کھل جائے اور وہ اپنی مرضی سے اس راہ کو اختیار کرلے جو اُسے خدا تعالیٰ تک پہنچانے والی ہے تو وہ اسلام میں داخل ہوجائے اور اپنے ربّ کی رضا حاصل کرے۔

یہ آیت اسلام کے اس بلند ترین نظریہ کو دنیا کے سامنے پیش کرتی ہے کہ قبول مذہب کے بارہ میں ہر شخص کو آزادئ رائے کا حق حاصل ہے اور اسے اختیار ہے کہ وہ جس مذہب کو چاہے قبول کرے۔ اس بارہ میں کسی پر جبر وتشدد کا روا رکھنا جائز نہیں۔

جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں مبعوث ہوئے اُس وقت عرب اور دوسرے ممالک کے لوگ مذہبی معاملات میں جبر وتشدد کو روا رکھنا بالکل جائز سمجھتے تھے لیکن قرآن کریم نے اس طریق عمل کو غلط قرار دیتے ہوئے اعلان کیا کہ لا اکراہ فی الدین ......(البقرہ:257)۔ یعنی دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں ہونا چاہئے کیونکہ ہدایت اور گمراہی میں خدا تعالیٰ نے نمایاں فرق کرکے دکھا دیا ہے۔ پس جو سمجھنا چاہے وہ دلیل سے سمجھ سکتا ہے اس پر جبر نہیں کرنا چاہئے۔

اس آیت سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اسلام غیر مذاہب سے کس قدر رواداری کی تعلیم دیتا ہے اور مذہبی معاملات میں انہیں کس قدر آزادی عطا کرتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اسلام کی اس روشن تعلیم کے ہوتے ہوئے یورپین مستشرقین نے انتہائی ظلم سے کام لیتے ہوئے بانئ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ اعتراض کیا ہے کہ آپؐ کا غیر مذاہب سے سلوک جبر وتشدد پر مبنی تھا اور آپ کا مذہب تلوار کا مذہب تھا۔ حالانکہ مذہبی رواداری پر اسلام نے اس قدر زور دیا ہے کہ جس کی نظیر کسی اَور جگہ نہیں پائی جاتی۔

(1) آپؐ کی بعثت سے پہلے دنیا میں عام طور پر یہ سمجھا جاتا تھا کہ جب تک غیر مذاہب والوں کو کلّی طور پر جھوٹا ثابت نہ کرلیا جائے اپنے مذہب کی سچائی ثابت نہیں ہوسکتی۔ مگر اسلام نے اس نظریہ کو غلط قرار دیا۔ چنانچہ اسلام جہاں اپنی خوبیوں کو پیش کرنے کا حکم دیتا ہے وہاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت واضح طور پر یہ بھی تعلیم دی ہے کہ کسی دوسرے کی خوبی کا انکار نہیں کرنا چاہئے اور یہ بھی کہ ہر مذہب میں کچھ نہ کچھ خوبیاں ہیں جن کا انکار کرنا سراسر ظلم ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وقالت الیھود لیست النصارٰی ......(البقرۃ:114) یعنی یہ کیسے ظلم کی بات ہے کہ عیسائی کہتے ہیں یہودیوں میں کوئی خوبی نہیں اور یہودی کہتے ہیں عیسائیوں میں کوئی خوبی نہیں حالانکہ وہ دونوں ایک ہی کتاب پڑھنے والے ہیں اور دونوں میں کچھ نہ کچھ خوبیاں پائی جاتی ہیں۔ یعنی چاہئے تو یہ تھا کہ یہودی عیسائیوں کی خوبیوں کو تسلیم کرتے اور عیسائی یہودیوں کی خوبیوں کو تسلیم کرتے۔ نہ یہ کہ یہودی عیسائیوں کے متعلق کہنا شروع کردیتے کہ اُن میں کوئی خوبی نہیں اور عیسائی یہودیوں کے متعلق کہنا شروع کردیتے کہ اُن میں کوئی خوبی نہیں بالخصوص ایسی صورت میں جبکہ وہ دونوں ایک ہی کتاب کے حامل ہیں۔

غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو یہ تعلیم دی کہ دوسروں کی خوبیوں کو تسلیم کرنا چاہئے۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ دوسرے مذاہب میں کوئی خوبی ہی نہیں وہ اپنی نابینائی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ایسی اعلیٰ درجہ کی تعلیم دی ہے کہ اس کے ذریعہ آپؐ نے تمام اقوام کے دل رکھ لئے ہیں۔ کسی کے مذہب کے متعلق یہ کہنا کہ اس میں کوئی بھی خوبی نہیں اس مذہب کے پیروؤں کے لئے سخت تکلیف دہ بات ہوتی ہے۔ پس اس کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اصل پیش فرمایا کہ ہر قوم کی خوبی کو تسلیم کرو اور اس طرح آپؐ نے دنیا کی تمام اقوام اور مذاہب پر بہت بڑا احسان کیا۔

(2) پھر آپؐ نے فرمایا کہ کسی مذہب کے پیروؤں کے متعلق یہ نہ کہو کہ وہ اپنے مذہب کو دھوکا اور فریب سے مانتے ہیں بلکہ باوجود اس کے کہ پہلے مذاہب بگڑ چکے ہیں۔ ان کے ماننے والوں میں سے اکثر انہیں دل سے سچا سمجھ کر ہی مانتے ہیں۔

چنانچہ قرآن کریم میں یہودیوں کے متعلق آتا ہے کہ اُن میں سے بعض ایسے ہیں کہ اگر اُن کے پاس ڈھیروں ڈھیر مال بھی امانت رکھوا دیا جائے تو وہ اس میں خیانت نہیں کریں گے (آل عمران:76) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں میں ایسے لوگ موجود تھے جو اپنے مذہب کو سچا سمجھ کر مانتے تھے۔

اسی طرح عیسائیوں کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے کہ اُن میں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کا ذکر سن کر رونے لگ جاتے ہیں اور خشیت سے اُن کے دل بھر جاتے ہیں (المائدہ:84) کیا ایسے لوگ اپنے مذہب کو فریب سے ماننے والے ہوسکتے ہیں؟

حقیقت یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم دے کر اپنی امّت کو بتایا ہے کہ انہیں دوسرے مذاہب کے پیروؤں کے احساسات کا ہمیشہ احترام کرنا چاہئے۔ کیونکہ خواہ وہ جھوٹے مذاہب کے پیرو ہوں مگر بہرحال وہ انہیں سچا سمجھ کر اُن کے پیچھے چل رہے ہیں۔

(3) تیسرے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی تمام اقوام کے متعلق اصولی طور پر یہ تعلیم دی کہ اُن میں اللہ تعالیٰ کے انبیاء مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا: وان من امة الا خلا فیھا نذیر (فاطر:25) یعنی دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جس میں خدا تعالیٰ کا کوئی نبی نہ آیا ہو۔ اِس تعلیم کے ذریعہ چونکہ سب اقوام کے نبیوں کے تقدّس کو قبول کرلیا گیا ہے اس لئے وہ منافرت جو دائرۂ ہدایت کو محدود کرنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے دل سے دُور ہوجاتی ہے اور انسان عقیدۃً اس امر کو تسلیم کرلیتا ہے کہ سب مذہب کی اصل سچائی پر مبنی ہے اور مختلف مدارج میں ہدایت دوسرے مذاہب میں بھی پائی جاتی ہے کیونکہ اُن کی ابتدا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوئی تھی۔ پس بندوں نے ان مذاہب کو خواہ کتنا بھی بگاڑ دیا ہو پھر بھی خدا تعالیٰ کی ہدایت میں سے کچھ نہ کچھ اُن کے پاس ضرور موجود ہے۔ اس لئے باوجود اختلاف کے مجھے اُن سے اتحاد رکھنا چاہئے اور انہیں محبت اور پیار کی نگاہ سے دیکھنا چاہئے۔

(4) چوتھی تعلیم آپؐ نے یہ دی کہ جب کسی قسم کی مذہبی بحث ہو تو جوش میں آکر گالیوں پر نہ اُتر آؤ۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لاتسبوا الذین یدعون ......(الانعام:109) یعنی جب تمہاری دوسری قوموں سے بحث ہو تو وہ ہستیاں جنہیں تم نہیں مانتے خواہ انہیں خدا کے مقابلہ میں پیش کیا جاتا ہو، پھر بھی انہیں بُرا بھلا نہ کہو ورنہ وہ بھی اس خدا کو گالیاں دینے لگیں گے جسے تم مانتے ہو اور اس طرح تم خدا تعالیٰ کو گالیاں دلوانے کا موجب ہوجاؤ گے۔ جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے باپ کو گالی نہ دے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا کوئی شخص ایسا بھی ہوسکتا ہے جو اپنے باپ کو گالیاں دے۔ آپؐ نے فرمایا: جب تم کسی کے باپ کو گالیاں دو گے تو وہ تمہارے باپ کو گالیاں دے گا اور اس طرح تم خود اپنے باپ کو گالیاں دلوانے والے سمجھے جاؤ گے۔

(5) پانچویں ہدایت آپؐ نے یہ فرمائی کہ صرف مذہب کے اختلاف کی وجہ سے کسی قوم پر حملہ نہیں کرنا چاہئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عام طور پر یہ سمجھا جاتا تھا کہ جس قوم سے مذہبی اختلاف ہو اُس پر حملہ کرکے اس کو تباہ کرنا جائز ہوتا ہے۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بالکل خلاف حکم دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے ذریعہ اعلان فرمایا کہ وقاتلوا فی سبیل اللّٰہ ......(البقرۃ:191) یعنی تم جنگ تو کرسکتے ہو مگر صرف انہی سے جو تم پر حملہ آور ہوں۔ مذہب کے اختلاف کی وجہ سے کبھی کسی پر حملہ نہ کرنا۔ اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حربی غیر مسلموں کو بھی حریت ضمیر عطا کی اور بتایا کہ خواہ کسی کا کوئی مذہب ہو، اس کی وجہ سے کسی دوسرے کو یہ حق حاصل نہیں کہ اُسے مارے یا نقصان پہنچائے۔

(6) چھٹا حق آپؐ نے غیر مسلم اقوام کا یہ قرار دیا کہ فرمایا خواہ کسی قوم سے عہد ہو تمہارا فرض ہے کہ تم اُسے قائم رکھو۔

لوگوں کو یہ بہت بڑی غلطی لگی ہوئی ہے اور اس غلطی میں وہ......بھی مبتلا ہیں جو قرآن کریم پر تدبّر نہیں کرتے کہ غیروں سے جو عہد ہو اُسے توڑ دینا کوئی حرج کی بات نہیں ہوتی۔ حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خلاف حکم دیا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: واما تخافن من قوم خیانة ......(الانفال:59) یعنی اگر کوئی قوم عہد توڑ دے تو اُسے بتا دینا چاہئے کہ تم نے عہد توڑ دیا ہے اب ہم پر بھی عہد کی پابندی نہیں۔ یونہی اُس پر حملہ نہیں کردینا چاہئے۔ چنانچہ ابوسفیان جب صلح حدیبیہ کے بعد مکّہ میں آیا اور اُس نے کہا کہ اب مَیں نئے سرے سے معاہدہ کرتا ہوں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوسفیان! تم نے یہ اعلان اپنی طرف سے کیا ہے، میں نے نہیں کیا اور اِس طرح اُسے بتا دیا کہ اب ہم تم پر حملہ کریں گے۔ اس کے مقابلہ میں آجکل جب کسی ملک پر حملہ کرنا ہوتا ہے تو اس قسم کے اعلان کئے جاتے ہیں کہ فلاں حکومت سے ہمارے بڑے اچھے تعلقات ہیں۔ چنانچہ اٹلی نے جب ٹرکی پر حملہ کیا تو اس حملہ سے تین دن پہلے یہ اعلان کیا گیا کہ ٹرکی کے ساتھ ہمارے آجکل ایسے اچھے تعلقات ہیں کہ اس قسم کے تعلقات پہلے کبھی نہیں ہوئے۔ یہ اعلان صرف اس لئے کیا گیا کہ ٹرکی غافل رہے اور اس پر اچانک حملہ کردیا جائے۔ مگر ابوسفیان نے جب اعلان کیا تو اُس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر خاموش بھی رہتے تب بھی آپؐ پر کوئی ذمہ داری عائد نہ ہوتی۔ کیونکہ مکہ والے معاہدہ توڑ چکے تھے۔ مگر آپؐ خاموش نہ رہے بلکہ فرمایا کہ یہ تمہارا اپنا اعلان ہے۔ ہمارا نہیں۔ اس طرح اسے اشارۃً بتا دیا کہ اب ہم حملہ کرنے والے ہیں۔

(7) ساتویں۔ پھر آپؐ نے مسلم اور غیر مسلم کے تمدنی حقوق ایک جیسے قرار دیئے اور یہ بات ایسی ہے جو صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم کی ہے۔ آپؐ سے پہلے یہودیوں میں یہ حکم تھا کہ تم اپنے بھائیوں یعنی یہودیوں سے سُود نہ لو۔ دوسروں سے لے لیا کرو (استثناء باب 23 آیات 19و20۔ واحبار باب 25 آیات 35 تا 37) مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سُود نہ یہودیوں سے لو

باقی صفحہ 5 پر

مکرم مولوی محمد اسد اللہ صاحب قریشی الکاشمیری

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تفسیر کبیر کے مبارک اثرات

کشف میں آواز آئی کتب مسیح موعود آسمانی تارے ہیں

خاکسار کی قبول احمدیت میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تفسیر کبیر کے مبارک اثرات کا خاصا حصہ ہے۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ 1953ء میں جب میں ابھی احمدی نہیں ہوا تھا اور وزارت امور کشمیر راولپنڈی پاکستان کی طرف سے مہاجرین جموں وکشمیر کے کیمپ مانسر ضلع کیمبل پور میں مذہبی امور کا نگران تھا تو تفسیر کبیر کی پہلی جلد میرے مطالعہ میں آئی جو کیمپ میں رہنے والے ایک مہاجر احمدی نے مجھے اپنے اس لڑکے کے ہاتھ بھجوائی جو میرے پاس قرآن مجید پڑھنے کے لئے روزانہ آیا کرتا تھا۔ تفسیر کبیر کی یہ جلد سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کے نو (9) رکوعوں پر مشتمل تھی۔

جب میں نے اسے پڑھنا شروع کیا تو اس میں علوم و معارف کی ایسی باتیں پائیں جو نہ میں نے عربی تفاسیر میں پڑھی تھیں نہ ان دینی مدارس میں سنی تھیں جن میں سالہا سال تک میں پڑھتا رہا اور فارغ التحصیل ہوا تھا۔

سورۃ فاتحہ کی تفسیر میں ربوبیت، رحمانیت، رحیمیت اور مالکیت کی تشریح اور اسی طرح عبادت، استعانت، ہدایت، صراط مستقیم، منعم علیہم، مغضوب علیہم اور ضالین کی پُر لطف اور پر معارف تشریح اور سورہ بقرہ کے مشکل مقامات کی تفسیر اور ان کا حل دیکھ کر قلبی سکون اور روحانی سرور حاصل ہو جاتا تھا۔ تفسیر کبیر کیا تھی؟ لدُنی علوم و معارف کا خزانہ تھا۔ اتنا شغف بڑھا کہ کھانا چھوٹ جاتا مگر تفسیر چھوٹنے نہ پاتی تھی۔ انہی دنوں پُر لذّت اور خوش منظر خوابوں کا سلسلہ بھی شروع ہوا جن سے ایسا محسوس کرتا کہ گویا اندر ہی اندر دل کی کھڑکی کھل گئی ہے۔ انہیں دنوں بہت سی بشارتیں ملیں۔

آسمانی تارے

تفسیر کبیر کی یہ جلد پڑھنے کے بعد مجھے جماعت احمدیہ کا مزید لٹریچر پڑھنے کا شوق پیدا ہوا۔ میں نے ربوہ خط لکھا کہ مجھے تفسیر کبیر کی جلدیں اور بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی موجودہ کتب بھجوائی جائیں۔ چند دنوں میں کتب موصول ہوئیں۔ ان کتب کو میں نے پورے غور وانہماک سے پڑھنا شروع کیا۔ ان کتب کے مطالعہ کے دوران ایک دفعہ کشف میں آواز آئی ''یہ کتابیں آسمانی تارے ہیں۔''

تفسیر کبیر کی مزید جلدوں کی تلاش میں کیمپ مانسر ضلع کیمبلپور سے راولپنڈی چلا آیا۔ وہاں قاضی بشیر احمد صاحب بھٹی احمد کمرشل کالج (خوشنویس) جس سے میں نے اس سے قبل ''آسان دینیات'' اور ''آسان نماز'' کتابت کروا کر واقفیت حاصل کرلی تھی، سے میں نے تفسیر کبیر کی مزید جلدیں لے کر پڑھیں اور جو جلدیں کسی احمدی دوست سے قیمتاً مل سکتی تھیں خرید کر مطالعہ کیں اور قرآن شریف کے مشکل مقامات حل ہوتے رہے اور گرہیں کھلتی گئیں۔

سورۃ یونس تا سورۃ کہف والی تفسیر کبیر کی جلد نایاب ہوگئی تھی۔ اس کی تلاش ہوئی تو معلوم ہوا کہ راولپنڈی میں مکرمی ماسٹر محمد عنایت اللہ صاحب احمدی کے پاس یہ جلد موجود ہے۔ میں مکرمی قاضی بشیر احمد صاحب بھٹی کے تعارف سے ان سے ملا اور عرض مدعا کیا۔ کہا یہ جلد اب نایاب ہوگئی ہے اور پہلے سَو سَو روپیہ تک بِک چکی ہے اور لوگ کتابیں لے کر واپس نہیں کرتے اس لئے مَیں اسے نہیں دے سکتا۔ میں نے انہیں کہا کہ آپ میری طرف سے مبلغ ایک سَو روپیہ زرنقد ضمانت کے طور پر پاس رکھ لیں اور تحریر لکھوالیں کہ تفسیر کبیر کی اس جلد کی واپسی پر ایک سَو روپیہ واپس کر دیا جائے گا۔ انہوں نے اس بات کو منظور کرلیا۔ میں نے یہ جلد لے کر مطالعہ کی۔ اس میں قرآن شریف کے باقی مشکل مقامات کا حل اور لطیف تفسیر دیکھ کر خوشی سے میری روح جھوم جاتی تھی اور قلب وذہن اس طرح صاف ہو جاتے تھے جیسے کوئی بیمار بیماریوں سے شفا حاصل کرتا جائے۔

احمدیہ لٹریچر پڑھنے کی شکایت

جب میں کیمپ مانسر ضلع کیمبل پور سے کبھی کبھی راولپنڈی آیا جایا کرتا تھا تو راولپنڈی کے بعض علمی جلسوں میں احباب کے ساتھ بعض مسائل پر بحث ہو جایا کرتی تھی۔ مَیں بعض مسائل میں مثلاً حضرت آدمؑ کی جنت زمین پر تھی یا آسمان پر؟ عذابِ دوزخ کافروں کے لئے ابدی ہے یا غیر ابدی؟ وغیرہ میں اختلاف کیا کرتا تھا اور کبھی تفسیر کبیر کا حوالہ بھی دے دیا کرتا تھا۔ اس پر ان احباب نے میرے خلاف میرے اونچے افسران کے ہاں میرے احمدی لٹریچر پڑھنے کی شکایت کردی اور شہر میں پروپیگنڈا شروع کر دیا کہ یہ احمدی لٹریچر سے متاثر ہو رہا ہے۔

مہاجرین کے کیمپوں میں وزارت امور کشمیر راولپنڈی کی طرف سے دینی امور کے خاص مشیر شجاعت علی صاحب صدیقی سابق ملٹری اکاؤنٹنٹ جنرل پاکستان راولپنڈی ہوا کرتے تھے۔ ان احباب نے ان سے میری شکایت کی۔ اس شکایت پر مجھے راولپنڈی بلایا گیا اور مجھ سے پوچھ گچھ کی۔ میں نے کہا کہ میں جماعت احمدیہ کا لٹریچر پڑھتا ہوں اس لئے کہ ایک عالم کو ہر فرقہ کا لٹریچر پڑھنا چاہئے اور کیمپ میں ہر فرقہ کے لوگ ہیں اس لئے ان سے بات چیت کے لئے ان کا لٹریچر پڑھنا ضروری ہے تا کہ ان کے اصل عقائد سے آگاہی حاصل ہو۔ اس پر بظاہر وہ خاموش ہوگئے۔ ادھر کیمپ میں بھی بعض لوگوں نے مجھے درپردہ احمدی مشہور کر دیا تھا اور میری مخالفت شروع کر دی تھی۔

1953ء سے احمدیت کی تحقیقات میں اب 1955ء آچکا تھا۔ جبکہ حکومت پاکستان نے عارضی آبادکاری سکیم کے تحت مہاجرین کو مختلف اضلاع میں آباد کرنا شروع کیا اور کیمپ بند کر دیئے گئے۔ کیمپ کے ملازمین کو تخفیف میں لایا گیا اور خاکسار بھی تخفیف میں آیا۔ 1955ء میں تخفیف میں آنے کے بعد میں راولپنڈی چلا آیا جہاں مولوی غلام اللہ خان صاحب مہتمم مدرسہ تعلیم القرآن راولپنڈی کے زیر اہتمام شائع ہونے والے ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی کا پہلا ایڈیٹر مقرر ہوا۔

حکومت الٰہیہ کے نظریہ سے دستبرداری

اس وقت تک میں ...... کے لٹریچر اور ان کے پیش کردہ نظریہ حکومت الٰہیہ سے بہت متاثر تھا۔ ان کے رسائل واخبارات کا خریدار تھا اور نظریہ ''حکومت الٰہیہ'' کا زبردست قائل تھا۔ مگر جب میں نے تفسیر کبیر کی وہ جلد مطالعہ کی جس میں سورۂ ماعون کی تفسیر ہے اس میں الدِّیْن کے مختلف معانی کی تشریح میں ''حکومت الٰہیہ'' اور ''خلافت'' کی بھی تشریح کی گئی ہے۔ اسے میں نے غور سے بار بار پڑھا۔ پہلی دفعہ ''حکومت الٰہیہ'' کی ایسی لطیف تشریح میرے سامنے آئی جس نے مجھے شدید متاثر کیا۔ سالہا سال سے جماعت اسلامی کے لٹریچر کے مطالعہ سے میں نے جو نظریہ ''حکومت الٰہیہ'' حاصل کیا تھا اس سے مجھے اب تک بڑا پیار تھا اور ہر چند طبیعت اس کے چھوڑنے پر تیار نہ ہوتی تھی مگر تفسیر کبیر میں ''حکومت الٰہیہ'' کے مطالعہ نے مجھے پیروں کے تلووں سے لے کر سر کی چوٹی تک ہلا کر رکھ دیا۔

تفسیر میں بیان کیا گیا تھا کہ ''حکومت الٰہیہ'' سیاسی اقتدار کے ذریعہ قائم نہیں ہوتی۔ بلکہ حکومت الٰہیہ خود بخود دلوں پر قائم ہوتی ہے اور دراصل ''حکومت الٰہیہ'' عرش الٰہی پر قائم ہے جس کا ظل دنیا میں قائم ہوتا ہے اور اسی ظلی حکومتِ الٰہیہ کا نام ''خلافت'' ہے اور یہ خلافت جو عرشِ الٰہی کی ''حکومت الٰہیہ'' کی ظل ہوتی ہے دنیا میں انبیاء کرام علیہم السلام اور مامورین الٰہی کے ذریعہ قائم ہوتی ہے جیسا کہ ہر زمانہ میں انبیاء اور مامورین علیہم السلام کے ذریعہ قائم ہوتی چلی آئی ہے۔

بخلاف اس کے...... کا نظریہ ''حکومت الٰہیہ'' یہ تھا کہ وہ سیاسی اقتدار کے حصول کے ذریعہ قائم ہوتی ہے۔ ایک عرصہ غور کرنے کے بعد بالآخر میں ...... کے پیش کردہ نظریہ ''حکومت الٰہیہ'' سے دستبردار ہوگیا اور تفسیر کبیر میں پیش کردہ نظریہ ''حکومت الٰہیہ'' کو قبول کرلیا۔

اب میں ...... سے کٹ کر جماعت احمدیہ کے بہت قریب ہوگیا تھا۔ 1956ء میں جلسہ سالانہ ربوہ پر چلا گیا اور کافی لٹریچر خرید لایا اور استفادہ کیا۔ جس دن راولپنڈی سے سپیشل ریل سے جلسہ سالانہ ربوہ روانہ ہونا تھا اسی رات میں نے رؤیا میں دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی تشریف لائے ہیں اور گویا میں لیٹا ہوا ہوں اور وہ مجھے فرماتے ہیں۔ ''اُٹھو چلو، اُٹھو چلو'' یعنی جلسہ پر چلو۔ بہرحال خدا نے مجھے ربوہ جانے کی توفیق دے دی۔ اور لوگوں نے ربوہ کے متعلق جو پروپیگنڈے کر رکھے تھے کہ وہاں یہ ہے، یہ ہے اور یہ ہے اور وہاں یوں ہوتا ہے، یوں ہوتا ہے وغیرہ ان میں سے کوئی بات بھی صحیح ثابت نہیں ہوئی۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دین کی صحیح تصویر مَیں نے ربوہ میں جا کر دیکھی اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید سے جو عشق و محبت یہاں دیکھنے میں آیا کہیں بھی اس سے قبل نہیں دیکھا تھا۔ گو میں نے ابھی بیعت نہیں کی تھی مگر دل سے بیعت کر چکا تھا۔ واپس راولپنڈی آیا اور چند مزید رؤیا دیکھے۔ ایک رؤیا میں دعا کے بعد دیکھا کہ دو انسان سفید کپڑوں میں ملبوس میرے سامنے آئے جو بہت بڑے آدمی نظر آتے ہیں۔ مَیں نے ان سے پوچھا ''مرزا صاحب کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے''؟ کہنے لگے ''کون مرزا صاحب؟'' مَیں نے کہا ''مرزا غلام احمد قادیانی۔'' کہنے لگے ''وہ نبی ہیں۔ وہ نبی ہیں''۔ اس سے مجھے مزید تشفی ہوئی۔

مختصر یہ کہ بالآخر 1959ء کے اواخر میں میں بیعت فارم پُر کر کے جماعت احمدیہ میں داخل ہو گیا۔ اس طرح سابق زندگی سے نکل کر میں نے گویا ایک نیا جنم حاصل کرلیا اور ایک لمبے عرصہ کی ذہنی کشمکش اور نظریاتی بے چینی کے بعد خدا کے فضل سے مجھے اطمینان قلب اور روحانی سکون حاصل ہو گیا جس کی مجھے تلاش تھی۔

(بشکریہ 'الفرقان' فضل عمر نمبر 1965ء)

بقیہ از صفحہ 4: اسوۂ حسنہ

نہ عیسائیوں سے نہ مسلمانوں سے۔ غرض کسی سے بھی سُود نہ لو۔ گویا سب سے ایک سا سلوک کرنے کا حکم دیا (البقرۃ: 279-280)۔ اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمدنی سلوک کے بارہ میں مسلم اور غیر مسلم کے امتیاز کو اُڑا دیا۔

(8) آٹھویں تعلیم آپؐ نے یہ دی کہ غلاموں کی آزادی میں بھی مسلم اور غیر مسلم کا کوئی امتیاز روا نہ رکھا جائے۔ چنانچہ جنگ حنین کے موقعہ پر سینکڑوں غلام جو پکڑے آئے۔ باوجود اس کے کہ وہ دشمن تھے آپؐ نے انہیں آزاد کر دیا۔

(9) نویں تعلیم غیر مسلموں کے متعلق آپؐ نے یہ دی کہ جہاں اسلامی حکومت ہو وہاں مسلمانوں پر زیادہ بوجھ رکھا جائے اور دوسروں پر کم۔ چنانچہ اسلامی احکام کے ماتحت ضروری ہے کہ (1) مسلمان لڑائی میں شامل ہوں۔ (2) عشر یعنی دسواں حصہ پیداوار کا دیں۔ (3) زکوٰۃ دیں۔ لیکن غیر مسلموں کے لئے صرف اڑھائی روپیہ کے قریب فی کس ٹیکس رکھا گیا ہے جو مسلمانوں کے مقابلہ میں بہت کم ہے اور پھر لڑائی میں انہیں آزادی دی گئی ہے۔ سوائے اس کے کہ مسلمانوں سے اجازت لے کر اپنی خوشی سے وہ لڑائی میں شامل ہو جائیں۔

غرض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کے متعلق ایسی رواداری تعلیم دی ہے جس کی مثال دنیا کا کوئی اور مذہب پیش نہیں کر سکتا۔

محمود کی آمین ایک حیرت انگیز عالمی نشان

حضرت مصلح موعود نے جلسہ خلافت جوبلی 1939ء کے دوران حضرت مسیح موعود کے دعائیہ منظوم کلام ''محمود کی آمین'' کی طرف پُر کیف انداز میں اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

''یہ تقریب حضرت مسیح موعود ...... کی ایک پیشگوئی کو بھی پورا کرنے کا ذریعہ ہے...... ''

''میری نظریں اس مجلس سے اٹھ کر خدا تعالیٰ کی طرف چلی گئیں اور میں نے کہا ہمارا خدا بھی کیسا سچا خدا ہے۔ مجھے یاد آیا کہ جب یہ پیشگوئی کی گئی۔ اس وقت میری ہستی ہی کیا تھی۔ پھر وہ نظارہ میری آنکھوں کے سامنے پھر گیا۔ جب ہمارے نانا جان نے حضرت مسیح موعود کے پاس شکایت کی کہ آپ کو پتہ ہی نہیں۔ یہ لڑکا کیسا نالائق ہے۔ پڑھتا لکھتا کچھ نہیں۔ اس کا خط کیسا خراب ہے۔ حضرت مسیح موعود نے مجھے بلایا۔ میں ڈرتا اور کانپتا ہوا گیا کہ پتہ نہیں کیا فرمائیں گے۔ آپ نے مجھے ایک خط دیا کہ اسے نقل کرو۔ میں نے وہ نقل کر کے دیا۔ تو آپ نے حضرت خلیفہ اول کو جج کے طور پر بلایا اور فرمایا۔ میر صاحب نے شکایت کی ہے کہ یہ پڑھتا لکھتا نہیں اور کہ اس کا خط بہت خراب ہے۔ میں نے اس کا امتحان لیا ہے آپ بتائیں کیا رائے ہیں۔ لیکن جیسا امتحان لینے والا نرم دل تھا۔ ویسا ہی پاس کرنے والا بھی تھا۔ حضرت خلیفہ اول نے عرض کیا کہ حضور میرے خیال میں تو اچھا لکھا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ہاں اس کا خط کچھ میرے خط سے ملتا جلتا ہی ہے۔ اور بس ہم پاس ہوگئے۔ ماسٹر فقیر اللہ صاحب جو اب پیغامیوں میں شامل ہیں۔ ہمارے استاد تھے۔ اور حساب پڑھایا کرتے تھے جس سے مجھے نفرت تھی۔ میری دماغی کیفیت کچھ ایسی تھی۔ جو غالباً میری صحت کی خرابی کا نتیجہ تھا کہ مجھے حساب نہیں آتا تھا۔ ورنہ اب تو اچھا آتا ہے۔ ماسٹر صاحب ایک دن بہت ناراض ہوئے اور کہا کہ میں تمہاری شکایت کروں گا کہ تم حساب نہیں پڑھتے اور جا کر حضرت مسیح موعود سے کہہ بھی دیا۔ میں بھی چپ کر کے کمرہ میں کھڑا رہا۔ حضور نے ماسٹر صاحب کی شکایت سن کر فرمایا۔ کہ اس نے دین کا کام ہی کرنا ہے۔ اس نے کونسی کسی دفتر میں نوکری کرنی ہے۔ (-) کے لئے جمع تفریق کا جاننا ہی کافی ہے۔ وہ اسے آتا ہے یا نہیں۔ ماسٹر صاحب نے کہا وہ تو آتا ہے۔ اس سے پہلے تو میں حساب کی گھنٹیوں میں بیٹھتا اور سمجھنے کی کوشش کرتا تھا۔ مگر اس کے بعد میں نے وہ بھی چھوڑ دیا اور خیال کر لیا کہ حساب جتنا آنا چاہئے تھا۔ مجھے آ گیا۔ تو یہ میری حالت تھی۔ جب یہ آمین لکھی گئی اور حضرت مسیح موعود نے خدا تعالیٰ سے دعائیں کیں کہ اسے دین کی خدمت کی توفیق عطا کر۔

جب حضرت مسیح موعود نے یہ دعا کی۔ اس وقت میں ظاہری حالات کے لحاظ سے اپنے اندر کوئی بھی اہلیت نہ رکھتا تھا۔ لیکن اس وقت اس آمین کو سن کر میں نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے آپ کی دعائیں سن لیں۔ جب یہ دعائیں کی گئیں۔ میں معمولی ریڈریں بھی نہیں پڑھ سکتا تھا۔ مگر اب خدا تعالیٰ کا ایسا فضل ہے کہ میں کسی علم کی کیوں نہ ہو انگریزی کی مشکل سے مشکل کتاب پڑھ سکتا ہوں اور سمجھ سکتا ہوں اور گو میں انگریزی لکھ نہیں سکتا۔ مگر بی اے اور ایم۔ اے پاس شدہ لوگوں کی غلطیاں خوب نکال لیتا ہوں۔ دینی علوم میں میں نے قرآن کریم کا ترجمہ حضرت خلیفہ اول سے پڑھا ہے اور اس طرح پڑھا ہے کہ اور کوئی اس طرح پڑھے تو کچھ بھی نہ سیکھ سکے۔ پہلے تو ایک ماہ میں آپ نے مجھے دو تین سیپارے آہستہ آہستہ پڑھائے اور پھر فرمایا۔ میاں آپ بیمار رہتے ہیں۔ میری اپنی صحت کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔ آؤ کیوں نہ ختم کر دیں اور مہینہ بھر میں سارا قرآن کریم مجھے ختم کرا دیا اور وہ اللہ تعالیٰ کا فضل تھا۔ پھر کچھ ان کی نیت اور کچھ میری نیت ایسی مبارک گھڑی میں ملیں کہ وہ تعلیم ایک ایسا بیج ثابت ہوا۔ جو برابر بڑھتا جا رہا ہے۔ اس طرح بخاری آپ نے مجھے تین ماہ میں پڑھائی اور ایسی جلدی جلدی پڑھاتے کہ باہر کے بعض دوست کہتے کہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ میں اگر کوئی سوال کرتا۔ تو آپ فرماتے پڑھتے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ خود سب کچھ سمجھا دے گا۔ حافظ روشن علی صاحب مرحوم کو کریدنے کی بہت عادت تھی اور ان کا دماغ بھی منطقی تھا۔ وہ درس میں شامل تو نہیں تھے۔ مگر جب مجھے پڑھتے دیکھا۔ تو آ کر بیٹھنے لگے اور سوالات دریافت کرتے۔ ان کو دیکھ کر مجھے بھی جوش آیا اور میں نے اسی طرح سوالات پوچھنے شروع کر دیئے۔ ایک دو دن تو آپ نے جواب دیا اور پھر فرمایا۔ تم بھی حافظ صاحب کی نقل کرنے لگے ہو۔ مجھے جو کچھ آتا ہے خود بتا دوں گا۔ بخل نہیں کروں گا اور باقی اللہ تعالیٰ خود سمجھا دے گا اور میں سمجھتا ہوں۔ سب سے زیادہ فائدہ مجھے اسی نصیحت نے دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود سمجھا دے گا۔ یہ ایک کبھی نہ ختم ہونے والا خزانہ میرے ہاتھ آ گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ایسا سمجھایا ہے کہ میں غرور تو نہیں کرتا۔ مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ جانتے ہیں کہ میں کوئی کتاب یا کوئی تفسیر پڑھ کر مرعوب نہیں ہوتا۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو کچھ مجھے ملا ہے۔ ان کو نہیں ملا۔ بیس بیس جلدوں کی تفسیریں ہیں۔ مگر میں نے کبھی ان کو بالاستیعاب دیکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی اور ان کے مطالعہ میں مجھے کبھی لذت محسوس نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مجھے قرآن کریم کے چھوٹے سے لفظ میں ایسے مطالب سکھا دیتا ہے کہ میں سمجھتا ہوں۔ میں ان کتابوں کے مطالعہ میں کیوں وقت ضائع کروں اور کبھی کوئی مسئلہ وغیرہ دیکھنے کے لئے کبھی ان کو دیکھتا ہوں۔ تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ اس مقام سے بہت دور کھڑے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کیا ہے۔ اور یہ سب اس کا فضل ہے۔ ورنہ بظاہر میں نے دنیا میں کوئی علم حاصل نہیں کیا حتی کہ اپنی زبان تک بھی صحیح نہیں سیکھی۔ **یہ سب اللہ تعالیٰ کا احسان اور فضل ہے کہ حضرت مسیح موعود کی دعاؤں کو قبول کر کے اس نے مجھے ایک ایسا گر بتا دیا۔ کہ جس سے مجھے ہر موقعہ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت حاصل ہو جاتی ہے۔ میں ہمیشہ یہی کہا کرتا ہوں کہ میں تو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک ہتھیار کی مانند ہوں اور میں نے کبھی محسوس نہیں کیا کہ کوئی چیز چاہئے اور اس نے مجھے نہ دی ہو۔''**

(روداد جلسہ خلافت جوبلی ص 68)

حق یہ ہے کہ ''محمود کی آمین'' کا حیرت انگیز عالمی نشان بے شمار نشانوں کا مجموعہ ہے جس کی تجلیات ماضی، حال، مستقبل تینوں زمانوں پر محیط ہیں جن کا نہایت مختصر مگر جامع خلاصہ خود حضرت مسیح موعود نے ان اشعار میں کھینچا ہے:۔

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

نئے دور کا بانی

شور ہے ، میرِ کارواں اٹھا
محرمِ رازِ کُن فکاں اُٹھا
محفلِ ذکر و فکر ویراں ہے
دینِ فطرت کا ترجماں اُٹھا

......

مئے عشقِ رسولؐ رکھتا تھا
میکشی کے اصول رکھتا تھا
چشمِ اہلِ نظر کا تارا تھا
عام حسنِ قبول رکھتا تھا

......

جانشینِ مسیحِ ثانی تھا
حجتِ پاک کی نشانی تھا
روحِ عزم و عمل کا فتویٰ ہے
اک نئے دَور کا وہ بانی تھا

(جناب نیاز آگیں دامن صاحب۔ غیر از جماعت)

بقیہ از صفحہ 15: حضرت مصلح موعود کے اخلاق

اگر فرسٹ ڈویژن آئی تو مجھ سے کیا تحفہ لو گی۔ مَیں نے جواب دیا کہ رسٹ واچ۔ امی نے کہا مَیں دو سونے کی چوڑیاں دوں گی۔ جب مَیں نے میٹرک ہائی فرسٹ کلاس میں پاس کیا تو لاہور لے کر گئے اور انارکلی کی بہت پرانی دکان اور بڑی دکان کا نام لیا کہ مَیں ہمیشہ گھڑیاں اس سے لیتا ہوں۔ پھر مجھے کسی کے ساتھ بھیجا مَیں نے وہاں سے گھڑی خریدی۔ جب امی کو کہا کہ مجھے چوڑیاں بنوا دیں تو امی کہنے لگیں اس وقت تو میرے پاس پیسے نہیں۔ اس پر ابا جان کہنے لگے کہ جو چیز بچے کو دے نہ سکو اس کا وعدہ نہیں کرنا چاہئے اس طرح اعتبار اٹھ جاتا ہے۔ پھر مجھے دو چوڑیاں مل گئیں۔ غالباً ابا جان نے ہی بنوا کر دی تھیں۔

☆......ہم بچپن سے ابا جان اور اماں جان سے سنتے تھے کہ جس پلیٹ میں کھانا کھاؤ اسے پوری طرح صاف کرو اس طرح پلیٹ تمہیں دعا دے گی۔ ابا جان کے غالباً سب بچوں کو اس کی عادت تھی۔ پلیٹ اس قدر صاف ہو جاتی تھی گویا استعمال نہیں ہوئی۔ اس کے بعد روٹی کے چھوٹے سے ٹکڑے کو چھوٹی چھوٹی مروڑیاں بنا کر پلیٹ میں ڈالتے تھے تاکہ وہ دھل جائے۔

(الفضل انٹرنیشنل 14 فروری 2014ء)

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
کاشف جیولرز گولبازار
الفضل جیولرز ربوہ
فون دکان: 047-6215747
رہائش: 047-6211649
میاں غلام مرتضیٰ محمود

احمد ٹریولز انٹرنیشنل گورنمنٹ لائسنس نمبر 2805
یادگار روڈ ربوہ
اندرون و بیرون ہوائی ٹکٹوں کی فراہمی کیلئے رجوع فرمائیں
Tel:6211550 Fax 047-6212980
Mob:0333-6700663
E-mail:ahmadtravel@hotmail.com

خالص سونے کے زیورات
Ph:6212868
Res:6212867
Mob: 0333-6706870
میاں اظہر
میاں مظہر احمد
فینسی جیولرز
محسن مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ

ریٹ کے فرق پر خریدا ہوا مال واپس ہو سکتا ہے۔
ورلڈ فیبرکس
موسم رواں کے لیڈیز جینٹس کپڑوں کی ورائٹی
کے ساتھ ساتھ لہنگا، ساڑھی اور عروسی ملبوسات کا مرکز
ملک مارکیٹ نزد یوٹیلیٹی سٹور ریلوے روڈ ربوہ
047-6213155,0333-6550796

اعلیٰ کوالٹی ہمارا معیار۔ لذیذ مٹھائیوں کا مرکز
صبح کا ناشتہ حلوہ پوری بھی دستیاب ہے
گاجر حلوہ سپیشل
شادی بیاہ اور تقریبات کیلئے ہماری خدمات حاصل کریں
محمود سویٹ شاپ اقصیٰ روڈ ربوہ
طالب دعا: ریاض احمد۔ اعجاز احمد
فون شوروم: 047-6215523-0333-6704524

مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب

حضرت مصلح موعود کے بارہ میں

قدیم نوشتوں اور صلحاء و بزرگان کی بشارات

خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ اس کی طرف سے صرف اس صورت میں کسی مامور کو اولاد کی بشارت دی جاتی ہے۔ جب اس موعود اولاد کا نیک اور صالح ہونا مقدر ہو۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود اس ضمن میں فرماتے ہیں:۔

”اِنَّ اللّٰہَ لَا یُبَشِّرُ الْاَنْبِیَآءَ وَالْاَوْلِیَآءَ اِلَّا اِذَا قُدِّرَ تَوْلِیْدُ الصَّالِحِیْنَ“.

کہ ”خدا تعالیٰ انبیاء اور اولیاء کو اولاد کی بشارت صرف اسی صورت میں دیتا ہے جب نیک اور صالح اولاد کی ولادت مقدر ہو“۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد 5 ص 578)

پس انبیائے کرام اور صلحائے سابقین کی زبان مبارک سے اس زمانے کے موعود کے ایک لڑکے کی پیدائش کی صرف خبر دینا ہی اپنی ذات میں اس بات کی ضمانت ہے کہ اس لڑکے کا غیر معمولی صلاحیتوں کا مالک ہونا اور عالم روحانی میں عظیم الشان مرتبہ پر فائز ہونا مقدر تھا لیکن یہ ایک عجیب امر ہے کہ ان قدیم نوشتوں میں نہ صرف یہ کہ اس موعود بیٹے کی پیدائش کی خبر دی گئی ہے بلکہ اس کی مختلف النوع صلاحیتوں اور قابلیتوں کا ایک نقشہ بھی کھینچ کر رکھ دیا گیا ہے اور ان عظیم روحانی انقلابات کا ذکر بھی ان پیشگوئیوں میں پایا جاتا ہے جو اس عظیم المرتبہ مصلح کے ذریعے اس زمانے میں رونما ہونے تھے۔

1۔اس موعود فرزند کے متعلق حضرت سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے علاوہ جن کا ذکر بعد میں آئے گا قدیم روحانی صحیفوں میں بھی خبر دی گئی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کی پیشگوئی کے تذکرہ میں یہود کی شریعت کی بنیادی کتاب طالمود میں لکھا ہے:

ترجمہ: ”یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ (یعنی مسیح) وفات پا جائے گا اور اس کی سلطنت اس کے بیٹے اور پوتے کو ملے گی۔ اس رائے کے ثبوت میں یسعیاہ باب 42 کی آیت 4 کو پیش کیا جاتا ہے۔ جس میں کہا گیا ہے وہ ماندہ نہ ہوگا اور ہمت نہ ہارے گا۔ جب تک کہ عدالت کو زمین پر قائم نہ کرلے“۔

(طالمود مرتبہ جوزف برکلے باب پنجم صفحہ 37 مطبوعہ لندن 1878ء)

2۔بائبل کی دوسری پیشگوئی جس میں المصلح الموعود کے بارے میں خبر دی گئی ہے انجیل متی میں مذکور ہے۔ جہاں آخری زمانے کی نشانیاں اور مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کے موقع پر واقعہ ہونے والے آسمانی انقلابات کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد لکھا ہے:۔

”اس وقت آسمان کی بادشاہی ان دس کنواریوں کی مانند ہوگی جو اپنی مشعلیں لے کر دولہا کے استقبال کو نکلیں۔ ان میں پانچ بے وقوف اور پانچ عقل مند تھیں۔ جو بے وقوف تھیں انہوں نے اپنی مشعلیں تو لے لیں مگر تیل اپنے ساتھ نہ لیا مگر عقلمندوں نے اپنی مشعلوں کے ساتھ اپنی کپّیوں میں تیل بھی لیا اور جب دُولہا نے دیر لگائی تو سب اونگھنے لگیں اور سو گئیں۔ آدھی رات کو دھوم مچی کہ دیکھو دُولہا آ گیا! اس کے استقبال کو نکلو۔ اس وقت وہ سب کنواریاں اٹھ کر اپنی اپنی مشعل درست کرنے لگیں اور بے وقوفوں نے عقلمندوں سے کہا کہ اپنے تیل میں سے کچھ ہم کو بھی دے دو۔ کیونکہ ہماری مشعلیں بجھی جاتی ہیں۔ عقلمندوں نے جواب دیا کہ شاید ہمارے تمہارے دونوں کے لئے کافی نہ ہو۔ بہتر یہ ہے کہ بیچنے والوں کے پاس جا کر اپنے واسطے مول لے لو۔ جب یہ مول لینے جا رہی تھیں تو دولہا آ پہنچا اور جو تیار تھیں وہ اس کے ساتھ شادی کے جشن میں اندر چلی گئیں اور دروازہ بند ہوگیا۔ پھر وہ باقی کنواریاں بھی آئیں اور کہنے لگیں اے خداوند! اے خداوند! ہمارے لئے دروازہ کھول دے۔ اس نے جواب میں کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میں تم کو نہیں جانتا“۔

(انجیل متی باب 25 آیت 1 تا 13)

حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی نے جلسہ مصلح موعود منعقدہ ہوشیار پور بتاریخ 20رفروری 1944ء کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے اپنی ایک رؤیا بیان کی جو حضور نے اسی سال 5، 6رجنوری کی درمیانی رات کو دیکھی تھی۔ حضور فرماتے ہیں:

”مَیں نے ان سے کہا مَیں وہی ہوں جس کے ظہور کے لئے انیس سو سال سے کنواریاں منتظر بیٹھی تھیں۔ یہ دراصل انجیل کی ایک پیشگوئی ہے جس میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام فرماتے ہیں۔ جب میں دوبارہ دنیا میں آؤں گا تو بعض قومیں مجھ پر ایمان لائیں گی اور بعض انکار کر دیں گی......۔

”اس تمثیل میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے اس امر کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ ”جب میں دوبارہ دنیا میں آؤں گا تو کچھ قومیں جو ہوشیار ہوں گی وہ مجھے مان لیں گی لیکن کچھ اپنی غفلت کی وجہ سے مجھے ماننے سے محروم رہ جائیں گی۔ پس اس پیشگوئی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے رویاء کی حالت میں مَیں ان سے کہتا ہوں کہ وہ مَیں ہوں جس کے ظہور کے لئے انیس سو سال سے کنواریاں منتظر بیٹھی تھیں اور جب میں یہ کہتا ہوں کہ میں وہ ہوں جس کے لئے انیس سو سال سے کنواریاں انتظار کر رہی تھیں تو کچھ نوجوان عورتیں جو سات یا نو ہیں اور جو کنارۂ سمندر پر بیٹھی ہوئی میری طرف دیکھ رہی تھیں۔ ان الفاظ کے سُنتے ہی دوڑتے ہوئے میری طرف آئیں اور انہوں نے میرے اردگرد گھیرا ڈال لیا اور کہا۔ ہاں ہاں تم سچ کہتے ہو۔ ہم انیس سو سال سے تمہارا انتظار کر رہی تھیں“۔

پھر اسی تقریر میں حضور فرماتے ہیں:

”میں آج اسی واحد اور قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ وتصرف میں میری جان ہے کہ میں نے جو رؤیا بتائی ہے وہ مجھے اسی طرح آئی ہے ......اور میں نے اس کشف میں خدا کے حکم سے یہ کہا کہ میں وہ ہوں جس کے ظہور کے لئے انیس سو سال سے کنواریاں منتظر بیٹھی تھیں“۔

(الفضل مصلح موعود نمبر 19 فروری 1956ء)

3۔بائبل کی ان پیشگوئیوں کے بعد ہم زرتشت علیہ السلام (جو مسیح علیہ السلام سے ایک ہزار سال قبل ایران میں گزرے ہیں) کی بڑی واضح پیشگوئی درج کرتے ہیں۔ یہ پیشگوئی زرتشتی مذہب کے صحیفہ دساتیر میں دین زرتشت کے مجدّد ساسان اوّل نے تحریر کی ہے۔ اس پیشگوئی میں زرتشت علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی خبر دیتے ہیں۔ نیز ایک فارسی الاصل نبی کے ظہور کی خبر دیتے ہوئے آپ کی اولاد میں خلافت و پیشوائی کا تذکرہ کرتے ہیں۔ اصل پیشگوئی پہلوی زبان میں ہے۔ جس کو زرتشتی اصحاب نے فارسی میں یوں ڈھالا ہے۔

”چوں چنیں کارہا کنند از تازیان مردی پیدا شود......کہ از پیروان اودیہیم وتخت وکشور وآئین ہمہ برافتد......وشوند سرکشان زیردستاں......بینید بجائے پیکرگاہ وآتشکدہ خانہ آبادے پیکر شدہ نماز بُردن......وبازستانند جائے آتشکدہ ہائے مدائن و گرد ہائے آں وتوس و بلخ و جاہائے بزرگ...... آئین گرایشاں مردے باشد سخنور وسخن اودرہم پیچیدہ......

چون ہزار سال تازی آئین راگذرد چناں شود آئین از جدائی ہا کہ اگر بآئین گرنمائیند نداندش ......پس افتند درہم......وکنند خاک پرستی درروز بروز جدائی و دشمنی در آنہا افزوں شود...... پس یا بید شما خوبی ازیں......واگر ماند یکدم از مہین حرج انگیزم از کسانِ توکسے وآئین وآب بنورسانم......وپیغمبری وپیشوائی از فرزندانِ تو برنگیرم“۔

ترجمہ: جب (ایرانی) ایسے کام کریں گے تو عربوں میں ایک مرد پیدا ہوگا۔ جس کے ماننے والوں کے ہاتھوں سے ایران کا تاج وتخت، سلطنت اور قانون سب درہم برہم ہو جائے گا اور سرکش مغلوب ہو جائیں گے اور وہ بتکدہ یا آتشکدہ کے بجائے خانہ آباد کو بتوں سے پاک کر کے اس کی طرف نماز پڑھیں گے اور اس کو اپنا قبلہ بنائیں گے۔

اور وہ (نبی عربیؐ کے پیرو) آتشکدوں کی جگہوں پر اور مدائن اور اس کے نواحی علاقے اور توس و بلخ اور ان کے مقاماتِ مقدسہ پر قبضہ کر لیں گے اور وہ شارع بہت سخنور ہوگا اور اس کا کلام پیچیدہ۔

پھر شریعت عربی پر ہزار سال گزر جائیں گے تو تفرقوں سے دین ایسا ہو جائے گا کہ اگر اسے خود شارع کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ بھی اُسے پہچان نہ سکے گا......اور ان کے اندر انشقاق اور اختلاف پیدا ہو جائے گا اور وہ روز بروز اختلاف اور باہمی دشمنی میں بڑھتے چلے جائیں گے......جب ایسا ہوگا تو تمہیں خوشخبری ہو کہ اگر زمانہ میں ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو تیرے لوگوں میں سے (فارسی الاصل) ایک شخص کو کھڑا کروں گا۔ جو تیری گمشدہ عزت وآبرو واپس لائے گا اور اسے دوبارہ قائم کرے گا۔ اور پیغمبری و پیشوائی (نبوت و خلافت) تیری نسل سے نہیں اٹھاؤں گا“۔

مندرجہ بالا پیش گوئی کے آخری فقرہ کہ ”پیغمبری و پیشوائی فرزندان تو برنگیرم“ میں یہ اشارہ ہے کہ آخری زمانے کا موعود جب آئے گا تو اس کی اولاد اس کی جانشین ہوگی۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

”دوسرا طریق انزالِ رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین وائمہ واولیاء وخلفاء ہے تا ان کی اقتداو ہدایت سے لوگ راہِ راست پر آجائیں اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعے سے یہ دونوں شق ظہور میں آجائیں“۔

(سبز اشتہار، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 452)

4۔ان تمام پیشگوئیوں سے زیادہ اہم وہ پیشگوئیاں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں مسیح علیہ السلام کی بعثت ثانی اور اس کی موعود اولاد کے بارے میں ملتی ہیں۔ ان میں بڑی وضاحت کے ساتھ آخری زمانے میں مسیح کے آنے اور اس کو خدا کی طرف سے مبارک طیّب اولاد دیئے جانے کا ذکر ہے۔

احادیث نبویؐ کے مستند اور صحیح ترین مجموعہ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں:

ترجمہ: ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ آپ پر سورۃ جمعہ نازل ہوئی اور اس میں یہ آیت بھی تھی وَ آخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ میں نے آپؐ سے پوچھا۔ یا رسول اللہ! یہ آخرین کون ہوں گے۔ رسولؐ اللہ نے کوئی جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے تین بار دریافت کیا۔ پھر کہتے ہیں:

اور ہم میں سلمان فارسی بھی موجود تھے۔ رسولؐ اللہ نے سلمان پر ہاتھ رکھا اور فرمایا ”اگر ایمان ثریا پر بھی چلا جائے تو ان میں سے ایک شخص یا چند اشخاص اسے پا لیں گے“۔

(بخاری کتاب التفسیر۔ تفسیر سورۃ جمعہ۔ زیر آیت: وآخرین منھم لمّا یلحقوا بھم)

اکثر علماء نے اس آیۃ کریمہ سے یہ استدلال کیا ہے کہ آخری زمانے میں دین کے احیاء کے لئے

مسیح کا آنا مقدر ہے۔ اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ اس مسیح کے مشن کی تکمیل اور اس کے مذہب کی اشاعت کے لئے خداتعالیٰ اس کے خاندان اور اولاد میں سے بعض اور وجود بھی کھڑے کرے گا جو اس کے نقش قدم پر چل کر اس کے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں گے۔

5۔ مشکوٰۃ المصابیح میں حضرت عبداللہ بن عمرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

''یَنْزِلُ عِیْسیٰ بْنُ مَرْیَمَ اِلَی الْاَرْضِ یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَهٗ ''۔

(مشکوٰۃ مجتبائی صفحہ 480، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائیں گے اور شادی کریں گے اور ان کو اولاد دی جائے گی''۔

اس حدیث کی تشریح فرماتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر فرمایا کہ مسیح موعود شادی کریں گے اور ان کے ہاں اولاد ہوگی۔ اس میں اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ایک ایسا نیک بیٹا عطا کرے گا جو نیکی کے لحاظ سے اپنے باپ کے مشابہ ہوگا نہ کہ مخالف اور وہ اللہ تعالیٰ کے معزز بندوں میں سے ہوگا''۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 578 حاشیہ)

ایک اور مقام پر اسی پیشگوئی پر بحث فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا ان کی نسل سے ایک شخص کو پیدا کرے گا جو اس کا جانشین ہوگا اور دین کی حمایت کرے گا۔ ...... جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں یہ خبر آ چکی ہے''۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 325)

6۔ روضہ قیومیہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک کشف کا ذکر ہے:

''ایک دن حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی کسی جنگل میں مراقبہ فرمائے ہوئے بیٹھے تھے۔ ناگہاں آسمان سے ایک عظیم نور ظاہر ہوا۔ جس سے تمام عالم نورانی ہوگیا۔ یہ نور ساعۃً فساعۃً بڑھتا گیا اور روشن ہوتا گیا۔ اس سے امت مرحومہ کے اولین و آخرین اولیاء نے روشنی حاصل کی۔ حضرت نے تامل فرمایا کہ اس مثال میں کس صاحب کمال کا وجود باجود مشاہدہ کرایا گیا ہے۔ القاء ہوا کہ اس نور کا صاحب ...... پانسو سال بعد ظہور فرما ہو کر ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی تجدید کرے گا۔ جو اس کی صحبت سے فیضیاب ہوگا۔ وہ سعادت مند ہوگا۔ اس کے فرزند اور خلیفہ بارگاہِ احدیت کے صدر نشینوں میں سے ہیں''۔

(حدیقہ محمودیہ ترجمہ روضہ قیومیہ صفحہ 32)

7۔ اسی طرح حضرت شاہ نعمت اللہ صاحب ولی نے بھی اس آخری زمانے کے مامور کے بارے میں پیشگوئی فرمائی ہے۔ آپ امت مسلمہ کے مشہور صاحب کشف و الہام بزرگ گزرے ہیں۔ چنانچہ آپ کے درجات اور مراتب کا ذکر کرتے ہوئے ''اربعین فی احوال المہدیین'' میں تحریر ہے:

کہ ''نعمت اللہ ولی جو مرد صاحبِ باطن بزرگ تھے اور ہندوستان کے اولیائے کاملین میں سے مشہور ہیں۔ آپ کا وطن دہلی کے مضافات میں تھا۔ آپ کے دیوان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ 560 ہجری کے قریب ہوئے ہیں''۔

(اربعین فی احوال المہدیین۔ المرقوم 25 محرم الحرام 1268ھ مصری گنج کلکتہ)

آپ نے آخری زمانہ میں مسیح کی آمد ثانی کی پیشگوئی منظوم کلام میں فرمائی ہے آپ فرماتے ہیں:

قدرت کردگار مے بینم ...... حالتِ روزگار مے بینم
از نجوم ایں سخن نمی گویم ...... بلکہ از کردگار مے بینم

''یعنی جو کچھ میں ان ابیات میں لکھوں گا وہ منجمانہ خبر نہیں بلکہ الہامی طور پر مجھ کو خدا تعالیٰ سے معلوم ہوا ہے''۔

غین رے سال چوں گزشت او سال
بوالعجب کاروبار مے بینم

''یعنی بارہ سو سال کے گزرتے ہی عجیب عجیب کام مجھ کو نظر آتے ہیں۔ مطلب یہ کہ تیرہویں صدی کے شروع ہوتے ہی ایک انقلاب دنیا میں آئے گا اور تعجب انگیز باتیں ظہور میں آئیں گی۔''

گرد در آئینۂ ضمیرِ جہاں ...... گرد وزنگ وغبار مے بینم

''یعنی تیرہویں صدی سے دنیا سے صلاح و تقویٰ اُٹھ جائے گی۔ فتنوں کی گرد اُٹھے گی۔ گناہوں کا زنگ ترقی کرے گا اور کینوں کے غبار ہر طرف پھیلیں گے یعنی عام عداوتیں پھیل جائیں گی۔ تفرقہ اور عناد بڑھ جائے گا اور محبت اور ہمدردی اُٹھ جائے گی۔''

ظلمتِ ظلمِ ظالمانِ دیار ...... بے حدو بے شمار مے بینم

''یعنی ملکوں میں ظلم کا اندھیرا انتہا کو پہنچ جائے گا اور حاکم رعیت پر اور ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ پر اور ایک شریک دوسرے شریک پر ظلم کرے گا اور ایسے لوگ کم ہوں گے جو عدل پر قائم رہیں''۔

جنگ وآشوب وفتنہ بیداد ...... درمیان وکنار مے بینم

''یعنی ہندوستان کے درمیان میں اور اس کے کناروں میں بڑے بڑے فتنے اٹھیں گے اور جنگ ہوگا اور ظلم ہوگا''۔

بندہ را خواجہ وش ہمے یابم ...... خواجہ را بندہ وار مے بینم

''یعنی ایسے انقلاب ظہور میں آئیں گے کہ خواجہ بندہ اور بندہ خواجہ ہو جائے گا یعنی امیر سے فقیر اور فقیر سے امیر بن جائے گا''۔

سکّہ نو زنند بر رُخِ زر ...... درہمیش کم عیار مے بینم

''یعنی ہندوستان کی پہلی بادشاہی جاتی رہے گی اور نیا سکہ چلے گا۔ جو کم عیار ہوگا اور یہ سب کچھ تیرہویں صدی میں ظہور میں آ جائے گا''۔

بعض اشجارِ بوستانِ جہان ...... بے بہار وثمار مے بینم

''یعنی قحط پڑیں گے اور باغات کو پھل نہیں لگیں گے''۔

غم مخور زانکہ من درین تشویش ...... خرمی وصلِ یار مے بینم

''یعنی اس تشویش اور فتنے کے زمانے میں جو تیرھویں صدی کا زمانہ ہے غم نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ وصل یار کی خوشی بھی ان فتنوں کے ساتھ اور ان کے درمیان ہے۔ مطلب یہ کہ جب تیرہویں صدی کے یہ تمام فتنے کمال کو پہنچ جائیں گے تو وصلِ یار کی خوشی اخیر صدی میں ظاہر ہوگی یعنی خداتعالیٰ رحمت کے ساتھ توجہ کرے گا''۔

چوں زمستانِ بے چمن بگذشت ...... شمسِ خوش بہار مے بینم

''یعنی جب کہ زمستانِ بے چمن مراد یہ ہے کہ جب تیرہویں صدی کا موسم خزاں گزر جائے گا تو چودھویں صدی کے سر پر آفتابِ بہار نکلے گا۔ یعنی مجدد وقت کا ظہور ہوگا''۔

دَورِ او چون شود تمام بکام ...... پسرش یادگار مے بینم

''یعنی جب اس کا زمانہ کامیابی کے ساتھ گزر جائے گا تو اس کے نمود پر اس کا لڑکا یادگار رہ جائے گا''۔

ان اشعار میں مسیح موعود اور مہدی مسعود کے ظہور سے قبل کے انقلابات کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ پھر مسیح موعود کے زمانے اور نام کی تعیین کی گئی ہے۔

اح م دے خوانم ...... نام آں نامدار مے بینم

اور واضح طور پر پیشگوئی کی گئی ہے کہ اس کے کام کی تکمیل کے لئے اس کے بعد اس کا ایک خاص بیٹا اس کا جانشین ہوگا۔ خود حضرت اقدس مسیح موعود

دَور او چوں شود تمام بکام ...... پسرش یادگار مے بینم

کی تشریح میں تحریر فرماتے ہیں:

''یعنی مقدر یوں ہے کہ خدا تعالیٰ اس کو ایک لڑکا پارسا دے گا۔ جو اسی کے نمونہ پر ہوگا اور اسی کے رنگ سے رنگین ہو جائے گا اور وہ اس کے بعد اس کا یادگار ہوگا۔ یہ درحقیقت اس عاجز کی اس پیشگوئی کے مطابق ہے جو ایک لڑکے کے بارے میں کی گئی ہے''۔

(نشان آسمانی، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 373)

8۔ آٹھویں پیشگوئی حضرت امام یحییٰ بن عقبؒ کی ہے۔ آپ پانچویں صدی ہجری میں بلند پایہ بزرگ گزرے ہیں۔ آپ نے اپنی نظم میں آخری زمانے میں نمودار ہونے والے انقلابات کا ذکر کرتے ہوئے مسیح موعود کی بعثت اور آپ کے موعود فرزند کی پیدائش کی خبر دی ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

رَئیتُ من الاسرار عجیب حال
واسباب سیظھر ھا مَقال
ویظھرنی السّماء عظیم نجمٍ
لہ ذنب کمثل الریح العالی
فتلک دلائل الافرنج حَقًا
ستملک السواحل والقلال
فتلک دلائل المھدی حَقًا
سیملک للبلاد بلامحال
ویحضرا لغیب راحتہ
وَتانَسہ الوحوش من الجبال
ویاتی بالبراھین اللّواتی
بسلمۃ البریۃ بالکمال

میں نے اسرار سے عجیب حالات و اسباب مطالعہ کئے ہیں جن کو میں اپنے اس کلام میں ظاہر کرتا ہوں۔ آسمان پر ایک بہت بڑا استارہ ظاہر ہوگا جس کی دم ہوا کی طرح بلند ہوگی۔ یہ نشان فرنگیوں کے غلبہ کے زمانے میں ظاہر ہوں گے۔ جو اس زمانے میں دریاؤں کے ساحلوں اور پہاڑوں کی چوٹیوں تک کے مالک ہو جائیں گے اور یہ علامات اس بات کی دلیل ہوں گی کہ مہدی کا ظہور ہو گیا ہے۔ وہ تمام شہروں کا مالک ہو جائے گا۔ پہاڑوں میں رہنے والے وحشی اس سے محبت رکھیں گے اور شہروں کے باشندے اس کی اطاعت قبول کریں گے۔ وہ کفر اور ضلالت کو دنیا سے نابود کر دے گا اور اپنے ساتھ ایسے زبردست دلائل اور براہین لے کر آئے گا کہ ان لوگوں کے کمال کا اعتراف کرنا پڑے گا''۔ اور پھر

ومحمود سیظھر بعد ھذا
ویملک الشام بلا قتال
تطِیعُ لہٗ حصون الشام جمعاً
وینفق مالہٗ فی کلّ حال

''اس کے بعد محمود ظاہر ہوگا جو ملک شام کو بغیر جنگ کے فتح کرے گا۔ شام کے قلعے اس کی اطاعت قبول کریں گے اور وہ اپنے مال کو بے حساب اور ہر حالت میں خرچ کرتا رہے گا''۔

حضرت اقدس مسیح موعود اپنے اس عظیم فرزند حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد کے بارے میں اپنے ایک کشف کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''میرا پہلا لڑکا جو زندہ موجود ہے جس کا نام محمود ہے ابھی وہ پیدا نہیں ہوا تھا جو مجھے کشفی طور پر اس کے پیدا ہونے کی خبر دی گئی اور میں نے (بیت) کی دیوار پر اس کا نام لکھا ہوا یہ پایا کہ ''محمود''۔

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 214)

حضرت امام یحییٰ بن عقبؒ کی پیشگوئی کے آخری دو اشعار میں شام کی فتح کا تذکرہ ہے۔ اس پیشگوئی کا ظہور اس طرح ہوا کہ حضرت سیّدنا مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی کو مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے دس سال بعد 1924ء میں شام جانے، وہاں کے علماء کو پیغام حق پہنچانے اور وہاں مشن کھولنے کی توفیق ملی۔ اس امر کی تائید کہ حضرت امام یحییٰ بن عقبؒ کی اس پیشگوئی کی مندرجہ بالا تشریح درست ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود کی تحریرات سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

کہ ''بعض احادیث میں اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ مسیح موعود اور دجال معہود کسی مشرقی ملک میں ظاہر ہوں گے۔ پھر مسیح موعود یا ان کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ دمشق کی طرف سفر کرتا ہوا جائے گا''۔

(حمامۃ البشریٰ، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 225)

☆......☆......☆......☆

وہ فہیم و زکی و دل کا حلیم ۔۔۔ وہ اولوالعزم خوش بیاں آیا
حسن و احسان میں نظیر پدر ۔۔۔ فضل و رحمت کا اک نشاں آیا

یہ حقیقت وہ ہے جو خود شاہد و مشہود ہے ۔۔۔ لاجرم لاریب تو ہی مصلح موعود ہے
دیر سے آیا ہے تو اور دُور سے آیا ہے تو ۔۔۔ یعنی اک نورِ ازل کے نور سے آیا ہے تُو

حضرت مصلح موعود کی اعلیٰ دنیاوی تعلیم کے متعلق تحریکات

تعلیم الاسلام کالج کے لئے 2 لاکھ روپے کا مالی مطالبہ، کالج میں بچے بھیجنے اور غریب بچوں کے لئے تعلیمی وظائف کا اعلان

عبدالسمیع خان

مدارس کے قیام کی تحریک

حضرت مصلح موعود نے اپنی خلافت کے آغاز میں ہی نمائندگان مشاورت سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

’’یز کیہم کے معنوں میں ابھارنا اور بڑھانا بھی داخل ہے اور اس کے مفہوم میں قومی ترقی داخل ہے اور اس ترقی میں علمی ترقی بھی شامل ہے اور اسی میں انگریزی مدرسہ، اشاعت ...... وغیرہما امور آجاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں میرا خیال ہے کہ ایک مدرسہ کافی نہیں ہے جو یہاں کھولا ہوا ہے اس مرکزی سکول کے علاوہ ضرورت ہے کہ مختلف مقامات پر مدرسے کھولے جائیں۔ زمیندار اس مدرسہ میں لڑکے کہاں بھیج سکتے ہیں۔ زمینداروں کی تعلیم بھی تو مجھ پر فرض ہے پس میری یہ رائے ہے کہ جہاں جہاں بڑی جماعت ہے وہاں سردست پرائمری سکول کھولے جائیں ایسے مدارس یہاں کے مرکزی سکول کے ماتحت ہوں گے۔

ایسا ہونا چاہئے کہ جماعت کا کوئی فرد عورت ہو یا مرد باقی نہ رہے جو لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو۔ صحابہؓ نے تعلیم کے لئے بڑی بڑی کوششیں کی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے بعض دفعہ جنگ کے قیدیوں کا فدیہ آزادی یہ مقرر فرمایا ہے کہ وہ مسلمان بچوں کو تعلیم دیں۔ میں جب دیکھتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کیا فضل لے کر آئے تھے تو جوش محبت سے روح بھر جاتی ہے۔ آپؐ نے کوئی بات نہیں چھوڑی۔ ہر معاملہ میں ہماری رہنمائی کی ہے پھر حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح نے بھی اسی نقش قدم پر چل کر ہر ایسے امر کی طرف توجہ دلائی ہے جو کسی بھی پہلو سے مفید ہوسکتا ہو۔

غرض عام تعلیم کی ترقی کے لئے سردست پرائمری سکول کھولے جائیں۔ ان تمام مدارس میں قرآن مجید پڑھایا جائے اور عملی دین سکھایا جائے نماز کی پابندی کرائی جائے۔ مومن کسی معاملہ میں پیچھے نہیں رہتا۔ پس تعلیم عامہ کے معاملہ میں ہمیں جماعت کو پیچھے نہیں رکھنا چاہئے اگر اس مقصد کے ماتحت پرائمری سکول کھولے جائیں گے تو گورنمنٹ سے بھی مدد مل سکتی ہے‘‘۔

(منصب خلافت۔ انوار العلوم جلد 2 ص 49)

تعلیم الاسلام کالج کا آغاز

سیدنا حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں تعلیم الاسلام کالج کا افتتاح 28 مئی 1903ء کو ہوا۔ مگر بعد میں حکومت کی طرف سے ایسی شرائط تمام تعلیمی اداروں کے لئے نافذ کر دی گئیں کہ ایک غریب جماعت کے لئے کالج کا جاری رکھنا نہایت دشوار تھا۔ چنانچہ کالج کو بند کر دیا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے خلیفہ بنتے ہی 12/اپریل 1914ء کو نمائندگان مشاورت سے خطاب کرتے ہوئے کالج کے متعلق اپنی دلی آرزو کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:۔

’’اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ ہمارا اپنا ایک کالج ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی بھی یہ خواہش تھی۔ کالج ہی کے دنوں میں کیریکٹر بنتا ہے۔ سکول لائف میں تو چال چلن کا ایک خاکہ کھینچا جاتا ہے۔ اس پر دوبارہ سیاہی کالج لائف ہی میں ہوتی ہے۔ پس ضرورت ہے کہ ہم اپنے نوجوانوں کی زندگیوں کو مفید اور مؤثر بنانے کے لئے اپنا ایک کالج بنائیں۔ پس تم اس بات کو مدنظر رکھو میں بھی غور کر رہا ہوں‘‘۔

(منصب خلافت۔ انوار العلوم جلد 2 ص 51)

کالج کے احیاء کی تحریک

1943ء کی مجلس مشاورت کے دوران اللہ تعالیٰ نے حضور کے دل میں تحریک کی کہ جلد سے جلد اپنا کالج کھول دینا چاہئے اور پھر اس تحریک کے فوائد اور نتائج بھی حضور کو سمجھا دیئے۔

(الفضل 31 مئی 1944ء ص 5)

چنانچہ حضور نے 24 مارچ 1944ء کے خطبہ جمعہ میں اور 19/اپریل 1944ء کو مجلس مشاورت کے دوران ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی تحریک فرمائی۔

2 لاکھ روپے کی تحریک

حضرت مصلح موعود نے فرمایا:۔

’’ہم نے قادیان میں کالج شروع کر دیا ہے۔ ابتدائی اخراجات کے لئے ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی ضرورت ہے...... عمارت وغیرہ کے لئے قرض لے کر روپیہ دے دیا گیا ہے تا کام شروع ہو سکے...... میں جماعت میں یہ تحریک کرتا ہوں کہ عام چندوں کے معیار کو قائم رکھتے ہوئے وہ اس چندہ میں حصہ لے اور مجھے امید ہے کہ جماعت کا مالدار حصہ خصوصاً وہ لوگ جن کو جنگ کی وجہ سے ٹھیکوں وغیرہ کے ذریعہ یا دوسرے ایسے ہی کاموں کے ذریعہ زیادہ روپیہ ملا ہے ...... وہ اس طرف توجہ کریں۔ یا وہ زمیندار جن کی آمدنیاں بڑھ گئی ہیں۔ دین کے حصہ کو نہ بھولیں۔ پس ایسے لوگ اس چندہ میں خاص طور پر حصہ لیں۔ میں کسی کو محروم نہیں کرتا۔ غریب لوگ بھی حصہ لے سکتے ہیں اور اگر کوئی غریب ایک دھیلہ بھی دیتا ہے تو وہ رد نہیں بلکہ شکریہ کے ساتھ قبول کیا جائے گا اور اس امید کے ساتھ کیا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ اسے ایک لاکھ روپیہ دینے والے امیر سے زیادہ ثواب دے گا‘‘۔

(الفضل 31 مارچ 1944ء)

حضور کی اس تحریک کے بعد چھ ماہ کے اندر یعنی اکتوبر تک جماعت کی طرف سے 151000 روپے کے وعدے ہوئے اس کے بعد جن لوگوں نے اس تحریک میں حصہ لیا وہ ان کے علاوہ تھا۔ بعد میں محترم ناظر صاحب بیت المال نے جماعت سے اس رقم کو دو لاکھ تک پہنچا دینے کی اپیل کی اور جماعت نے یہ مطلوبہ رقم پوری کر دی۔

کالج میں بچے بھجوانے کی تحریک

5 مئی 1944ء کے خطبہ جمعہ میں حضور نے کالج کے لئے طلباء بھجوانے کی تحریک فرمائی۔

’’کالج شروع کر دیا گیا ہے۔ پروفیسر بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے مل گئے ہیں۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ چندہ جمع کیا جائے اور لڑکوں کو اس میں تعلیم کے لئے بھجوایا جائے۔ ہر وہ احمدی جس کے شہر میں کالج نہیں وہ اگر اپنے لڑکے کو کسی اور شہر میں تعلیم کے لئے بھیجتا ہے تو کمزوری ایمان کا مظاہرہ کرتا ہے۔ بلکہ میں کہوں گا ہر وہ احمدی جو توفیق رکھتا ہے کہ اپنے لڑکے کو تعلیم کے لئے قادیان بھیج سکے خواہ اس کے گھر میں ہی کالج ہو اگر وہ نہیں بھیجتا اور اپنے ہی شہر میں تعلیم دلواتا ہے تو وہ بھی ایمان کی کمزوری کا مظاہرہ کرتا ہے‘‘۔

(الفضل 20 مئی 1944ء)

7 مئی 1944ء کو حضور نے حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کو کالج کا پرنسپل مقرر فرمایا اور 26 مئی کو فضل عمر ہوسٹل قائم کر دیا گیا۔ کالج کا باقاعدہ افتتاح 4 جون 1944ء کو حضرت مصلح موعود نے نہایت پُر معارف خطاب سے فرمایا۔ پہلے سال میں 60 کے لگ بھگ طلباء داخل ہوئے۔

نئی کلاسز کے لئے مالی تحریک

حضور نے کالج میں بی اے اور بی ایس سی کی کلاسیں کھولنے کے لئے 15 مارچ 1946ء کو ایک مضمون رقم فرمایا جس میں 2 لاکھ روپے کی تحریک فرمائی۔

’’تکمیل تعلیم کے لئے بی اے اور بی ایس سی کی جماعتوں کا ہونا ضروری ہے جس کے کھولنے کے لئے صرف عمارت اور فرنیچر اور سائنس کے سامان کا اندازہ ایک لاکھ ستر ہزار کیا جاتا ہے اور کل خرچ پہلے سال کا دو لاکھ پانچ ہزار بنایا جاتا ہے...... میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کر کے کالج کی بی اے اور بی ایس سی کی کلاسیں کھول دی جائیں اور اس سے دعائے کامیابی کرتے ہوئے، میں جماعت احمدیہ کے مخلص افراد سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس کام کے لئے دل کھول کر چندہ دیں اور یہ دو لاکھ کی رقم اسی سال پوری کر دیں۔ تا کہ یہ کام بہ تمام وکمال جلد مکمل ہو کر...... کی ایک شاندار بنیاد رکھی جائے‘‘۔

(الفضل 19 مارچ 1946ء)

حضور کی اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے فوری طور پر جماعت کے چار افراد نے 26 ہزار روپے کے وعدے کئے۔ لجنہ اماء اللہ قادیان نے اس میں پانچ ہزار روپے کا وعدہ کیا۔ جون 1946ء میں یہ وعدے ایک لاکھ سے اوپر نکل گئے اور اپریل 1947ء تک اس مد میں ڈیڑھ لاکھ کے وعدے پہنچ گئے۔

پاکستانی دور

1947ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ہجرت کر کے لاہور تشریف لائے اور قادیان کے نامساعد حالات کی بناء پر کالج بند ہو گیا۔ 24/اکتوبر 1947ء کو حضور نے ہدایت فرمائی کہ آسمان کے نیچے پاکستان کی سرزمین پر جہاں کہیں بھی جگہ ملتی ہے لے لو اور کالج شروع کر دو۔ چنانچہ لاہور کی ایک بوسیدہ عمارت میں دسمبر سے کالج کا آغاز کر دیا گیا۔

ربوہ میں کالج کی مستقل عمارت کی تعمیر حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی زیرنگرانی مکمل ہوئی اور 6 دسمبر 1954ء کو حضرت مصلح موعود نے اس کا افتتاح فرمایا۔

افسوس کہ 1972ء میں حکومت نے اسے قومی تحویل میں لے لیا اور اس کی شاندار تعلیمی اور ادبی روایات کا خاتمہ ہو گیا۔

تعلیمی وظائف

جماعت احمدیہ نے 1939ء میں خلافت احمدیہ کی سلور جوبلی منائی۔ اس موقع پر حضور کی خدمت میں جماعت کی طرف سے 3 لاکھ روپے نذرانہ پیش کیا گیا۔ حضور نے اس رقم کے مصارف کا ذکر کرتے ہوئے 28 دسمبر 1939ء کے خطاب

میں فرمایا:۔

''آرٹ اور سائنس کی تعلیم نیز غرباء کی تعلیم و ترقی بھی خلفاء کا اہم کام ہے۔ ہماری جماعت کے غرباء کی اعلیٰ تعلیم کے لئے فی الحال انتظامات نہیں ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ کند ذہن لڑکے جن کے ماں باپ استطاعت رکھتے ہیں تو پڑھ جاتے ہیں مگر ذہین بوجہ غربت کے رہ جاتے ہیں۔اس کا نتیجہ ایک یہ بھی ہے کہ ملک کو شدید نقصان پہنچ رہا ہے۔اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس رقم سے اس کا بھی انتظام کیا جائے اور میں نے تجویز کی ہے کہ اس کی آمد سے شروع میں فی الحال ہر سال ایک ایک وظیفہ مستحق طلباء کو دیا جائے۔ پہلے سال مڈل سے شروع کیا جائے۔مقابلہ کا امتحان ہو اور جو لڑکا اول رہے اور کم سے کم ستر فیصدی نمبر حاصل کرے اسے انٹرنس تک بارہ روپیہ ماہوار وظیفہ دیا جائے اور پھر انٹرنس میں اول، دوم اور سوم رہنے والوں کو تیس روپیہ ماہوار، جو ایف اے میں یہ امتیاز حاصل کریں انہیں 45 روپے ماہوار اور پھر جو بی اے میں اول آئے اسے 60 روپے ماہوار دیا جائے اور تین سال کے بعد جب اس فنڈ سے آمد شروع ہو جائے تو احمدی نوجوانوں کا مقابلہ کا امتحان ہو اور پھر جو لڑکا اول آئے اسے انگلستان یا امریکہ میں جا کر تعلیم حاصل کرنے کے لئے اڑھائی سو روپیہ ماہوار تین سال کے لئے امداد دی جائے۔اس طرح غرباء کی تعلیم کا انتظام ہو جائے گا اور جوں جوں آمد بڑھتی جائے گی ان وظائف کو ہم بڑھاتے رہیں گے کئی غرباء اس لئے محنت نہیں کرتے کہ وہ سمجھتے ہیں ہم آگے تو پڑھ نہیں سکتے خواہ مخواہ کیوں مشقت اٹھائیں لیکن اس طرح جب ان کے لئے ترقی کا امکان ہوگا تو وہ محنت سے تعلیم حاصل کریں گے مڈل میں اول رہنے والوں کے لئے جو وظیفہ مقرر ہے وہ صرف تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے طلباء کے لئے ہی مخصوص ہوگا کیونکہ سب جگہ مڈل میں پڑھنے والے احمدی طلباء میں مقابلہ کے امتحان کا انتظام ہم نہیں کر سکتے۔یونیورسٹی کے امتحان میں امتیاز حاصل کرنے والا خواہ کسی یونیورسٹی کا ہو وظیفہ حاصل کر سکے گا ہم صرف زیادہ نمبر دیکھیں گے کسی یونیورسٹی کا فرسٹ، سیکنڈ اور تھرڈ رہنے والا طالب علم بھی اسے حاصل کر سکے گا اور اگر کسی بھی یونیورسٹی کا کوئی احمدی طالب علم یہ امتیاز حاصل نہ کر سکے تو جس کے بھی سب سے زیادہ نمبر ہوں اسے یہ وظیفہ دے دیا جائے گا۔ انگلستان یا امریکہ میں حصول تعلیم کے لئے جو وظیفہ مقرر ہے اس کے لئے ہم سارے ملک میں اعلان کر کے جو بھی مقابلہ میں شامل ہونا چاہیں ان کا امتحان لیں گے اور جو بھی فرسٹ رہے گا اسے یہ وظیفہ دیا جائے گا''۔

(انوار العلوم جلد 15 ص 436)

اس سلسلہ میں ایک نہایت ایمان افروز بات یہ ہے کہ محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب اس وقت میٹرک میں زیر تعلیم تھے۔انہوں نے ان وظائف سے استفادہ کر کے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ ان کے والد چوہدری محمد حسین صاحب بیان کرتے ہیں کہ جس دن حضور کی تقریر ہوئی اسی شام ہماری جماعت جھنگ شہر کی حضور سے ملاقات تھی۔ وہ لکھتے ہیں:۔

''عزیز سلام سلمہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ تھے۔ میں نے عرض کی کہ حضور یہ وظائف جو حضور نے اعلان فرمائے ہیں۔عزیز سلام سب لے جائے گا۔ حضور حیران ہوئے اور چپ ہو گئے۔1940ء میں عزیز سلام سلمہ اللہ تعالیٰ نے میٹرک کا امتحان دیا اول آ کر ریکارڈ توڑا۔حضرت صاحب بہت خوش ہوئے اور حسب اعلان وظیفہ کے علاوہ ایک سو روپیہ نقد ریکارڈ مات کرنے کا اعلان کیا اور دیا۔ ایف اے اور بی اے میں اسی طرح ہوا۔عزیز کا بی اے کا ریکارڈ 1944ء سے تا حال موجود ہے۔ انگلش آنرز کا ریکارڈ تا حال موجود ہے۔حضور نے علاوہ وظیفہ کے دو سو روپیہ نقد انعام دیا۔

ڈاکٹر صاحب نے میٹرک ایف اے، بی اے اور ایم اے میں یہ اعلان کردہ وظائف حاصل کئے''۔

(عالمی شہرت یافتہ سائنسدان عبدالسلام از عبدالحمید چوہدری ص 35)

اعلیٰ تعلیم کے لئے یہ وہ پودا تھا جو 1939ء میں لگایا گیا اور 1979ء میں اللہ تعالیٰ نے انہیں نوبیل انعام حاصل کر کے دنیا میں احمدیت کا وقار بلند کرنے کا موقع عطا فرمایا۔

جماعت احمدیہ میں اعلیٰ تعلیم کی توسیع کے لئے سکیم

حضور نے 19/اکتوبر 1945ء کو احمدیوں میں اعلیٰ تعلیم کے عام کرنے کے لئے ایک نہایت اہم سکیم تیار کی جس کا بنیادی نقطہ یہ تھا کہ ''جس طرح ہماری جماعت دوسرے کاموں کے لئے چندہ کرتی ہے اسی طرح ہر گاؤں میں اس کے لئے کچھ چندہ جمع کر لیا جائے جس سے اس گاؤں کے اعلیٰ نمبروں پر پاس ہونے والے لڑکے یا لڑکوں کو وظیفہ دیا جائے۔اس طرح کوشش کی جائے کہ ہر گاؤں میں دو تین طالب علم اعلیٰ تعلیم حاصل کر لیں''۔حضور نے اپنی اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ ''جو احمدی اپنے بچوں کو پرائمری تک تعلیم دلوا سکتے ہیں وہ کم از کم مڈل تک اور جو مڈل تک تعلیم دلوا سکتے ہیں وہ کم از کم انٹرنس تک اور جو انٹرنس تک پڑھا سکتے ہیں وہ اپنے لڑکوں کو کم از کم بی اے کرائیں''۔ نیز فرمایا کہ چونکہ ہم ...... جماعت ہیں اس لئے ہمارے لئے لازمی ہے کہ ہم سو فیصد تعلیم یافتہ ہوں''۔اسی ضمن میں حضرت مصلح موعود نے صدر انجمن احمدیہ کو ہدایت فرمائی کہ:

''وہ فوری طور پر نظارت تعلیم و تربیت کو ایک دو انسپکٹر دے جو سارے پنجاب کا دورہ کریں اور جو اضلاع پنجاب کے ساتھ دوسرے صوبوں کے ملتے ہیں اور ان میں احمدی کثرت سے ہوں ان کا دورہ بھی ساتھ ہی کرتے چلے جائیں۔یہ انسپکٹر ہر ایک گاؤں اور ہر ایک شہر میں جائیں اور لسٹیں تیار کریں کہ ہر جماعت میں کتنے لڑکے ہیں۔ان کی عمریں کیا ہیں ان میں کتنے پڑھتے ہیں اور کتنے نہیں پڑھتے۔ ان کے والدین کو تحریک کی جائے کہ وہ انہیں تعلیم دلوائیں اور کوشش کی جائے کہ زیادہ سے زیادہ لڑکے ہائی سکولوں میں تعلیم حاصل کریں اور ہائی سکولوں سے پاس ہونے والے لڑکوں میں سے جن کے والدین استطاعت رکھتے ہوں ان کو تحریک کی جائے کہ وہ اپنے بچے تعلیم الاسلام کالج میں پڑھنے کے لئے بھجیں''۔ (الفضل 30/اکتوبر 1945ء)

اس خطبہ کی اشاعت پر نہ صرف بیرونی جماعتوں نے توسیع تعلیم سے متعلق اعداد و شمار کے مطلوبہ نقشے بھجوائے بلکہ اس سکیم کو جلد سے جلد نتیجہ خیز کرنے کے لئے حضرت مصلح موعود کی منظوری سے دو انسپکٹر بھی مہیا کئے گئے۔تعلیمی اعداد و شمار جب حضور کی خدمت میں پیش کئے گئے تو حضور نے ارشاد فرمایا:۔

''ساتھ کے ساتھ ان علاقوں میں تعلیم پر زور دیا جائے جو تعلیم حاصل نہیں کر رہے انہیں تعلیم پر مجبور کیا جائے اور جو کر رہے ہیں انہیں اعلیٰ تعلیم پر''۔

انسپکٹران کی تقرری کے موقعہ پر یہ ہدایت خاص فرمائی کہ

''پانچ ماہ کے لئے منظور ہے جہاں تک میں سمجھتا ہوں اگر جماعت کو منظم کیا جائے تو باقی صیغوں کی طرح اس صیغہ کے سیکرٹری یہ کام سنبھال سکیں گے''۔ (الفضل 5 جون 1945ء)

چنانچہ ان ہر دو احکام کی تعمیل کی گئی اور جب جماعت میں تعلیم کی اشاعت و فروغ کی ایک رو چل نکلی تو پانچ ماہ کے بعد یہ کام سیکرٹریان تعلیم و تربیت کے سپرد کر دیا گیا۔

اساتذہ کی ذمہ داری

حضرت مصلح موعود نے احباب جماعت کو تعلیمی میدان میں زیادہ سے زیادہ آگے بڑھانے کے علاوہ مرکزی درسگاہوں کے احمدی اساتذہ کو بچوں کی نگرانی کا ذمہ دار ٹھہراتے ہوئے فرمایا کہ

''میرے نزدیک اس کی کلی طور پر ذمہ داری سکول کے عملہ پر ہے اور کالج کے لڑکوں کی ذمہ داری کالج کے عملہ پر ہے۔اگر سکول یا کالج کا نتیجہ خراب ہو اور کالج یا سکول کا عملہ اس پر عذر کرے تو میں یہ کہوں گا یہ منافقانہ بات ہے اگر لڑکے ہوشیار نہیں تھے اگر لڑکے محنت نہ کرتے تھے اور اگر لڑکے پڑھائی کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے تو ان کا کام تھا کہ وہ ایک ایک کے پاس جاتے اور ان کی اصلاح کرتے۔اگر وہ متوجہ نہ ہوتے تو ان کے والدین کو اس طرف متوجہ کرتے اور ان کو مجبور کرتے کہ وہ تعلیم کو اچھی طرح حاصل کریں۔ ہماری جماعت کے لئے اعلیٰ تعلیم کا حصول اب بہت ضروری ہے۔اگر ہم میں اعلیٰ تعلیم یافتہ نہ ہوں گے تو ساری سکیم فیل ہو جائے گی''۔ (الفضل 30 جنوری 1945ء)

حضرت مصلح موعود کے طبی تجربات کا نچوڑ

حضرت مصلح موعود کو طب اسلامی، ایلوپیتھی اور ہومیوپیتھی تینوں طریقہ ہائے علاج میں دستگاہ حاصل تھی۔آپ کے عمر بھر کے تجربات و مشاہدات کا نچوڑ یہ تھا کہ بعض اخلاقی اور روحانی بدیاں جسمانی امراض کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہیں۔اس تحقیق نے اصلاح معاشرہ کا ایک وسیع دروازہ کھول دیا ہے۔حضور نے اس راز بستہ کا انکشاف درج ذیل الفاظ میں فرمایا:۔

''یہ اصول جو میں نے بیان کئے ہیں اگر ان پر عمل کرنے کے باوجود نیک اعمال میں ترقی نہ ہو اور برائیوں سے انسان نہ بچ سکے تو اسے سمجھنا چاہئے کہ **اسے روحانی بیماری نہیں بلکہ جسمانی بیماری ہے اس کے اعصاب میں نقص ہے** ایسی حالت میں اسے ڈاکٹروں سے مشورہ لینا چاہئے اور اگر یہ بات میسر نہ ہو تو یہ چار باتیں کرے۔

1۔ورزش کرے۔

2۔دماغی کام چھوڑ دے۔

3۔عمدہ غذا کھائے۔

4۔اپنا دل خوش رکھنے کی کوشش کرے۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ بسا اوقات امراض روحانی وہم سے بھی پیدا ہو جاتی ہیں جیسے وہم سے جسمانی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں ایسے ہی وہم سے روحانی بیماریاں بھی لگ جاتی ہیں۔میرا اپنا ہی تجربہ ہے جب میں طب پڑھنے لگا تو جو بیماری پڑھتا تھا اس کے متعلق خیال ہوتا تھا کہ یہ تو مجھ میں بھی ہے۔میں یہ خیال کرتا تھا کہ شاید یہ میرا ہی حال ہوگا لیکن ایک ڈاکٹری کے طالب علم نے مجھے بتایا کہ ان کے استاد نے ان کو نصیحت کی تھی کہ طلباء کو اس قسم کا وہم ہوا کرتا ہے انہیں اس میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے۔**اس لئے میں آپ لوگوں کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ ایسا نہ ہو کہ...... خواہ مخواہ اپنے آپ کو ان بیماریوں میں مبتلا کر لو''۔**

(منہاج الطالبین۔انوار العلوم جلد 9 ص 252)

خان سینٹری ورکس
سامان سینٹری
● ڈیوراواٹر ٹینک ● جی آئی پائپ ● چائنہ فٹنگ
● سماوار گیزر ڈیلر ● پی وی سی پائپ
ہماری خدمات حاصل کریں
بہترین سماوار گیزر دستیاب ہیں
لال پمپ کے باعتماد ڈیلر
P.P.R پائپ اینڈ فٹنگ
0302-7683580
دار الرحمت شرقی ربوہ
047-6212831
پروپرائٹر: فیاض احمد خان

مکرم لطف الرحمٰن محمود صاحب

''وہ علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا''

پیشگوئی پسر موعود کی ایک اہم اور نمایاں علامت کی عملی صداقت کا اظہار

پیشگوئی مصلح موعود میں ایک علامت یہ بیان کی گئی تھی کہ پسر موعود ''علوم ظاہری اور باطنی سے پُر کیا جائے گا۔'' یہاں علوم کی شُد بُد اور سرسری واقفیت مراد نہیں۔ بلکہ علوم ظاہری و باطنی پر عبور حاصل کرنے کی بات کی جارہی ہے۔ یہ وعدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کہ فرزند موعود کو علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ یعنی علوم کے نتیجے میں جو روشنی، بصیرت، یقین اور قوت استدلال پیدا ہوتی ہے اس سے پسر موعود کو من جانب اللہ نوازا جائے گا۔

یہاں میں آریہ سماج کے ایک لیڈر، پنڈت لیکھرام کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ اس عظیم الشان پیشگوئی کے الفاظ پڑھ کو وہ سیخ پا ہوگیا اور دین حق سے اپنے بغض کی وجہ سے اس پیشگوئی کے مقابل پر اپنے ''پرمیشر'' سے علم پا کر، 18 مارچ 1888ء کو ایک اشتہار شائع کیا جس میں حضور کے الفاظ کے مخالف الفاظ ڈھونڈ ڈھونڈ کر لکھے۔ لیکھرام کی یہ دلآزار عبارت ہمارے جماعتی لٹریچر میں محفوظ ہے۔ ''علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا کے مقابل پر لیکھرام نے لکھا کہ ہونے والا لڑکا علوم صوری اور معنوی سے قطعی محروم رہے گا۔''

(تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 280 ایڈیشن 2007ء)

حضور نے لیکھرام اور اسی قسم کے دوسرے معاندین کی ہرزہ سرائی کی تردید میں ایک اشتہار تحریر فرمایا جو یکم دسمبر 1888ء کو شائع ہوا۔ یہی اشتہار ''سبز اشتہار'' کہلاتا ہے۔

علوم ظاہری و باطنی سے استفادہ کے دنیاوی طریقے

اس مرحلے پر میں یہ پہلو پیش نظر رکھنے کی استدعا کرنا چاہوں گا کہ مروجہ علوم پر عبور حاصل کرنے کا جانا پہچانا طریق تعلیم کی سہولتوں یعنی تعلیمی اداروں، سکولوں، کالج، یونیورسٹی سے درجہ بدرجہ تحصیل علم ہے۔ دینی تعلیم کے لئے اس مقصد کے لئے وقف مخصوص مدارس، مکاتب اور دارالعلوم اس دور میں بھی موجود تھے اور اب تو ان کی تعداد ہزاروں تک جا پہنچی ہے۔ روحانی میدان میں تصوف وسلوک کے مختلف سلسلوں سے استفادہ کا راستہ موجود تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ کے تحت، فرزند، موعود کو ان سہولتوں اور ذرائع سے مستفیض ہونے سے عملاً بے نیاز رکھا۔ تا اللہ تعالیٰ کا وعدہ کہ علوم ظاہری و باطنی سے منجانب اللہ پُر کیا جائے گا، پوری شان سے پورا ہو۔ حضرت اماں جان سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ کے بطن سے حضرت اقدس کے تین فرزند بلوغت اور اس کے بعد بڑھاپے کی عمر تک پہنچے۔ ان میں سے منجھلے بیٹے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے ایم اے کی ڈگری حاصل کی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب نے بھی اپنی فیلڈ میں علم، مہارت اور تجربہ حاصل کیا۔ اگر حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب بھی دنیاوی علوم کے حصول کے لئے دوسرے ماہرین علوم کی طرح کالجوں اور یونیورسٹیوں سے ڈگریاں حاصل کرتے یا باطنی علوم کے لئے کسی دارالعلوم یا دارالندوہ سے استفادہ کرتے، یا کسی سلسلہ کی خانقاہ سے سند یا ''خرقۂ خلافت'' حاصل کرتے تو ایسا کرنے سے پیشگوئی مصلح موعود کی شان کم ہوجاتی۔ مکرر عرض کروں گا کہ حکمت الٰہی نے پسر موعود کو ان اسباب اور تکلفات سے دور رکھا۔ ان علوم سے اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر نوازا۔ فرزند موعود بھی اپنے والد ماجد کی طرح ''دبستان محمدؐ'' سے فیضیاب ہوا۔ حضرت مسیح موعود نے کیا خوب فرمایا ہے۔

دگر استاد را نامے ندانم
کہ خواندم در دبستان محمدؐ

یہی وہ دبستان ہے جس میں علیم وخبیر خدا امیوں کو علم سے مالا مال کرنے پر قادر ہے!

میں یہاں پسر موعود کی دنیوی اور دینی تعلیم کا مختصر سا خاکہ پیش کرتا ہوں۔ حضور نے 1905ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے انٹرنس (میٹریکولیشن) کا امتحان دیا۔ اس وقت یہ ظاہراً عظیم الشان تعلیمی ادارہ نہیں تھا۔ قادیان میں میٹرک کے امتحان کا سنٹر بھی نہیں تھا۔ طلبہ کو امتحان کے لئے امرتسر جانا پڑتا تھا۔ جنوری 1898ء میں پرائمری سکول کے طور پر اس کی ابتداء ہوئی جلد ہی مڈل کے درجے تک پہنچ گیا اور فروری 1900ء میں ''ہائی سکول'' قرار پایا۔ مسیح زماں کی دعائیں رفقاء کرام اس درسگاہ کے اساتذہ، دارالامان کا دینی معمول اس کے مثبت پہلو تھے۔ عمارت، تدریسی سہولیات اور دیگر پہلوؤں کے لحاظ سے یہ ادارہ ابھی ابتدائی دور سے گزر رہا تھا۔ 1898ء میں 41 طلبہ اس سکول میں زیر تعلیم تھے۔ حضرت اقدس کی وفات کے سال یعنی 1908ء میں طلبہ کی تعداد 190 تھی۔ نصاب حساب، تاریخ، جغرافیہ، عربی، اردو، انگریزی وغیرہ چند مضامین پر مشتمل تھا۔ صاحبزادہ صاحب 1905ء میں، میٹرک کے امتحان میں اردو، عربی وغیرہ مضامین میں پاس ہوئے۔ سکول کے دنوں میں اساتذہ میں سے کسی نے فکرمند ہوکر حضور سے عرض کیا کہ صاحبزادہ صاحب پڑھائی میں کمزور ہیں۔ خاص طور پر حساب کے مضمون میں حضور نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا کہ رعایت اسباب کے طور پر اسے سکول بھیجا جاتا ہے۔ مزید فرمایا کہ ''اس نے نمک مرچ کی دکان نہیں کرنی''، یعنی اللہ تعالیٰ نے اسے جس کام کے لئے پیدا کیا ہے' وہی اس کے موافق حال استعدادیں بھی عطا فرمائے گا۔

پیشگوئی کا یہ حصہ کس طرح پورا ہوا؟

مندرجہ بالا ذیلی عنوان کے دو پہلو ہیں:

1۔ علوم ظاہری اور باطنی سے پُر کیا جائے گا۔

2۔ ان علوم کا ایمان افروز ظہور انتشار اور ثبات واعتراف

راقم الحروف علیٰ وجہ البصیرت کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ دونوں پہلو بڑی شان سے پورے ہوئے۔ حضور کی کتاب زندگی، حالات، مناقب، فضائل، مسائل، مشکلات اور فتوحات سب کچھ ہمارے سامنے ہیں۔ غیر معمولی ''علمی ترقی'' کا پہلو بھی نمایاں نظر آتا ہے۔ علم و فضل کے اس مینار کی بلندی میں تسلسل سے اضافہ ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ علم الیقین اور تفقہ فی الدین کے عناصر بھی نمایاں ہوتے چلے گئے۔ 1944ء میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پیشگوئی کے ظہور کے انکشاف کے بعد حضور نے قادیان کے علاوہ ہوشیار پور لدھیانہ، لاہور اور دہلی میں جاکر اعلان فرمایا۔ اسی سال قادیان کے جلسہ سالانہ میں اس موضوع پر تقریر فرمائی جو ''الموعود'' کے عنوان سے شائع ہوئی۔ پیشگوئی کے الفاظ محفوظ ہیں۔ پیشگوئی کے مصداق ہونے کا مدعی بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی تائیدی شہادت بھی موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ نے پسر موعود کو علم سے نوازا، تحریر و تقریر کی شکل میں اس علم کے اظہار وبیان کے مواقع بھی مرحمت فرمائے۔ ان علوم کی اشاعت وتشہیر بھی ہوئی اور اب فضل عمر فاؤنڈیشن کی طرف سے ''خطبات محمود'' اور ''انوار العلوم'' کے کتابی سلسلے میں موجودہ اور آئندہ نسلوں کے لئے محفوظ کیا جارہا ہے۔ میں چشم تصور میں اس زمانے کو دیکھ رہا ہوں جب ظاہری اور باطنی علوم کے ان شہ پاروں کا دنیا کی مشہور زبانوں میں ترجمہ ہوگا۔ بلکہ بعض تصانیف کا ترجمہ شائع ہوچکا ہے۔ حضور کی تفسیر کبیر کا عربی ترجمہ بھی کتابی شکل میں پیش کیا جارہا ہے۔ غیر متعصب عرب دانشور ان معارف پر عش عش کررہے ہیں۔ ضمناً عرض ہے کہ حضور کے مخالفین اور دعویٰ مصلح موعود کے منکرین یا تو دنیاوی ڈگریوں کے حامل تھے یا مشہور دینی مدرسوں اور اداروں کے فارغ التحصیل تھے اور ان سندات افتخار پر نازاں مگر جسے مدمقابل ٹھہرایا وہ اس مصنوعی ''اسلحہ'' سے تہی اور بے نیاز تھا مگر خدائے علیم وخبیر نے اسے خود علوم کی روشنی سے منور فرمایا۔

اب آئیے مندرجہ بالا دونوں پہلوؤں کے حوالے سے حضور کی زندگی کے ابتدائی دور کے بعض واقعات کا جائزہ لیتے ہیں۔

1906ء میں رسالہ ''تشحیذ الاذہان'' کا اجراء ہوا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے اس رسالے کی ادارت سنبھالی۔ اس وقت حضور کی عمر 17 سال ہوگی۔ اس عمر میں بچے ہائی سکول میں پڑھتے ہیں۔ حضور نے اس عمر میں اس رسالے میں ٹھوس مضامین لکھے اور آٹھ سال تک جریدے کے ایڈیٹر رہے۔ 1906ء کے جلسہ سالانہ میں حضور نے شرک کی تردید میں ''چشمۂ توحید'' کے عنوان سے تقریر کی۔ 17 سال کی عمر میں جلسہ سالانہ کے انتظام میں ڈیوٹی تو لگائی جاسکتی ہے۔ تقریر کی ذمہ داری نہیں سونپی جاسکتی۔ یہ تقریر حضور کی غیر معمولی صلاحیت کا ثبوت ہے۔ اس کے بعد بھی حضور جلسہ سالانہ کے موقع پر خطاب فرماتے رہے۔ 1908ء میں حضور کی تصنیف ''صادقوں کی روشنی کو کون دور کرسکتا ہے؟ شائع ہوئی۔ 19 سال کے نوجوان کی یہ پہلی تصنیف تھی۔ تصنیف وتالیف کے میدان میں یہ آغاز ایسا مبارک ثابت ہوا کہ حضور کی مطبوعات کی تعداد 250 تک پہنچتی ہے۔ اس پر میں آگے چل کر بعض گزارشات پیش کروں گا۔

1912ء میں سلسلہ عالیہ کے چند جید علماء کے ساتھ ہندوستان کے بعض مشہور دینی مدارس کے نظام تعلیم، نصاب اور طریق تدریس سے آگاہ ہونے کے لئے سفر اختیار فرمایا۔ اس مصروفیت سے تحصیل علم اور دینی علم کے حوالے سے حضور کی دلچسپی اور سنجیدگی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ دراصل خدا تعالیٰ حضور کو مستقبل کی ذمہ داریوں کے لئے تیار کررہا تھا۔

اسی سال 1912ء میں حضور حج بیت اللہ کے مبارک سفر پر تشریف لے گئے اور اس طرح حضور کو مصر وحجاز میں دینی تعلیم کے نظام کا مطالعہ ومشاہدہ کرنے کا موقعہ ملا۔ اس طرح قلب ونظر کے دریچے وا ہوتے چلے گئے۔ آپ نے 1913ء میں اخبار ''الفضل'' کا اجراء کیا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب اس کے ایڈیٹر تھے۔ اس وقت حضور کی عمر 24 سال تھی۔ مرکز سلسلہ میں بڑے بڑے جید علماء، مصنف، صحافی قلم کے دھنی اور دانشور موجود تھے۔ حضور خلافت ثانیہ کے انتخاب تک اس ذمہ داری کا ادا فرماتے رہے اور اس کے بعد زندگی بھر الفضل سے آپ کا علمی، قلبی اور قلمی تعلق استوار رہا۔

مارچ 1914ء میں منصب خلافت پر متمکن ہونے کے بعد ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ جماعت کی امامت اور سیادت کے حوالے سے نئی ذمہ داریوں کے حوالے سے حضور کے شب و روز کا نقشہ ہی بدل گیا۔ تجربات، مشاہدات، حل مشکلات اور تحریکات کی ایک نئی دنیا سامنے تھی۔ یہی کیفیت تائیدات الٰہیہ کے حوالے سے نظر آتی ہے۔ یوں لگتا ہے کہ ایک غیبی ہاتھ حضور کے سر پر سایہ فگن ہے۔ اس عالم میں علوم کے دروازے کھلتے چلے گئے۔ لبوں سے عرفان کے چشمے جاری ہوئے۔ دست دعا سے نشانات ہویدا ہونے لگے۔ حسن واحسان میں اپنے

CURATIVE

"The Pioneer of Homoeopathic Combinations!

هو الشافی
CURATIVE

مرے شافی خدا مجھ کو عطا دستِ شفا کر دے
مرے دامن کو رحمت سے بفیضِ مصطفیٰ بھر دے
طبابت کیا! حذاقت کیا! میں خادم ہوں مسیحا کا
مسیحائی عطا کر دے۔ مسیحائی عطا کر دے
(ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر)

BEDURINE COURSE (بچوں اور بڑوں کا بستر پر پیشاب خطا ہو جانا)	**HEPATITIS COURSE** (ہیپا ٹائٹس B اور C کیلئے مفید)	**DIGESTIN TAB** (جملہ نظام ہضم کے لئے مفید)
BABY GROWTH COURSE (بچوں کی بہتر نشوونما کیلئے)	**KIDNEY STONE COURSE** (گردوں میں پتھری کیلئے)	**PICA COURSE** (بڑوں اور بچوں مٹی کھانے والوں کیلئے)
STERLITY COURSE (عورتوں میں اولاد کا نہ ہونا)	**SPERMATOZA COURSE** (مردوں کے کمزور جرثوموں کیلئے)	**PILES COURSE** (بواسیر کا فوری اور مستقل علاج)
BACKACHE CAPS (کمر درد میں فوری آرام کیلئے)	**DWARFISHNESS COURSE** (قد اور صحت میں اضافے کیلئے)	**FALLING HAIR OIL** (بالوں کیلئے بہترین ٹانک)

تفصیلی لٹریچر
کسی بھی ہومیوپیتھک سٹور سے یا ہم سے خط لکھ کر حاصل کریں

Dr. Raja Homoeo & Company
ہر قسم کی کیوریٹو اور ہومیوپیتھک ادویات (پاکستانی و جرمن) کا مرکز

Curative Medicine Company In t.'
ہومیوپیتھک مرکبات بنانے والا اولین ادارہ

Curative Distribution
پاکستان بھر میں کیوریٹو ادویات کی سپلائی کا ادارہ

Curative Veterinary. (Pvt) LTD.
60 سے زائد حیوانات/پولٹری کی ہومیوپیتھک ادویات بنانیوالا ادارہ

Curative International (Pvt) Ltd.

کیوریٹو ادارہ جات

قائم شدہ 1956ء
ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی
047-6213156

قائم شدہ 1961ء
کیوریٹو میڈیسن کمپنی انٹرنیشنل
047-6211866, 047-6212761

قائم شدہ 1989ء
کیوریٹو ڈسٹری بیوشن
047-6211047, 047-6214576

قائم شدہ 2006ء
کیوریٹو ویٹرنری (پرائیویٹ) لمیٹڈ
047-6214606, 0333-7707836

زیرِ کارروائی
کیوریٹو انٹرنیشنل (پرائیویٹ) لمیٹڈ

RABWAH - PAKISTAN
E_mail:info.curative@gmail.com

ربوہ پاکستان

والد ماجد کا نظیر ہونا وقت کے گزرنے کے ساتھ نمایاں ہوتا چلا گیا۔ جماعت سے جدا ہونے والی اکثر سعید روحیں جلد ہی پرچم خلافت کے زیر سایہ خیمہ زن ہو گئیں۔ بعض بزرگ اپنی عمر، ظاہری علوم، انتظامی تجربہ، جماعتی خدمات، مالی وسعت، دنیاوی عزت و وجاہت سے موازنہ کر کے حضور کو ایک ''بچہ'' کہہ کر یاد کرتے۔ مگر ایک بات ان حضرات کی نظر سے اوجھل ہو گئی کہ یہ وہ ''بچہ'' ہے جس کی ولادت سے قبل آسمان نے خبریں دیں۔ یہ بچہ وہ ہونہار بروا تھا جس کے چکنے چکنے پات کی آبیاری اور حفاظت فرشتوں کے سپرد تھی۔ یہ وہ ''بچہ'' تھا جس کے پاؤں اہل نظر کو پالنے سے باہر نظر آتے تھے۔ یہ اس زمانے کا وہ ''مسیحی نفس'' تھا جس نے طفولیت اور کہولت میں قوموں کو مخاطب کرنا تھا!

مصلح موعود کے علوم ظاہری و باطنی کی چند مثالیں

منصب خلافت پر متمکن ہونے کے ''خلیفۃ المسیح'' ہونے کی حیثیت سے تقریباً 52 سال تک حضور کے علوم ظاہری و باطنی کے پھلنے پھولنے، پھیلنے اور پھیلانے کا سلسلہ جاری رہا۔ بلکہ اب بھی جاری ہے اور اس کی کئی شکلیں ہیں۔ مثلاً حضور کے شاگرد اور خدام، ان علوم کی خوشہ چینی کر کے تحقیق و تدقیق کے ذریعے تصنیف و تالیف کے کام کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ یہ بھی حضور کے ان علوم کی توسیع ہی ہے۔ حضور کی تصانیف و تالیفات کے تراجم کا ذکر کر چکا ہوں۔ حضور کے یہ علوم خطبات جمعہ و عیدین، تقاریب میں تقاریر، مجلس شوریٰ کے ارشادات، جماعتی انجمنوں، تنظیموں اور اداروں کی رہنمائی اور ہدایات، اخبارات و جرائد میں مضامین و مقالات، پھر حضور کی خدمت میں پیش کئے جانے والے سوالات، بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسوں کے لئے پیغامات، مربیان سلسلہ کے لئے نصائح اور ہدایات وغیرہ میں ان علوم کا نور موجود ہے۔ حضور انتہائی مصروف شخصیت تھے۔ اتنی مصروفیت کے باوجود مطالعہ اور تصنیف و تالیف کے لئے وقت نکالنا ایک معجزے سے کم نہیں۔ لمبے عرصے تک قادیان میں بجلی کی سہولت بھی موجود نہ تھی۔ مٹی کے تیل (کیروسین) کے لیمپ سے حضور کو الرجی تھی۔ موم بتیاں جلا کر یہ تحقیقی اور تصنیفی کام ہوا۔ درس القرآن اور مجالس عرفان کے نوٹس تیار کئے گئے۔ حضور کی مطبوعہ تقاریر، تصانیف، تالیفات اور تحقیقی مقالات کی تعداد 250 بنتی ہے۔ تفسیر القرآن کی جلدیں اور خطبات جمعہ و عیدین اس فہرست میں شامل نہیں۔ میں مانتا ہوں ممکن ہے کہ ایک ناول نگار سو یا زائد ناول لکھ دے مگر دیکھا جائے تو ایسا شخص صرف ایک میدان میں قلم گھساتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ اس کے لئے تاریخ اور انسانی نفسیات کی باریکیوں سے واقف ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح کسی ایک علم کی شاخ کا ماہر، اس علم کے مختلف پہلوؤں پر آٹھ یا زائد کتابیں لکھ سکتا ہے۔ مگر حضور کے ہاں جو وسعت، گہرائی، سب سے بڑھ کر علوم کا تنوع اور خداداد بصیرت اور بصارت موجود ہے۔ جس کے زور پر حسب موقع ہر قدم پر دین حق، قرآن اور نبی کریم ﷺ پر وارد ہونے والے اعتراضات کو دور کرنا، ایسی خصوصیات ہیں جو حضور کو دیگر پُرنویس (Prolific) مصنفین سے ممتاز کرتی ہیں۔ اب حضور کی تالیفات، تصانیف، مطبوعہ تقاریر و مقالات میں مضمن و مضمر علوم کی چند مثالوں پر نظر ڈالیں۔

☆ **روحانیت، الٰہیات اور مابعد الطبیعات (Metaphysics):** ہستی باری تعالیٰ، ملائکۃ اللہ، نجات، تقدیر الٰہی، حقیقۃ الرؤیا۔

☆ **تصوف:** ذکر الٰہی، منہاج الطالبین، عرفان الٰہی، تعلق باللہ وغیرہ۔ حضور نے 1939ء میں سیر روحانی کے موضوع پر تقاریر کے ایک سلسلہ کا آغاز فرمایا۔ اس میں تاریخی شاہی تعمیرات مقابر و مظاہر قلعے، باغات، کتب خانے، انہار، نوبت خانے وغیرہ کے حوالوں سے روحانیات کے ایمان افروز پہلو بیان فرمائے۔ یہ تقاریر سالکین حق کے لئے روحانی لذت کے بروج ہیں۔ تشبیہ و تمثیل کے استخراج کا فن اپنے عروج پر نظر آتا ہے۔

☆ **سیرت النبی ﷺ:** رسول کریم ﷺ کی زندگی اور تعلیم، نبی کریم ﷺ کے پانچ اوصاف، رحمۃ للعالمینؐ، اسوہ حسنہ، سیرت النبی ﷺ (مجموعہ مضامین)، آنحضرت ﷺ اور امن عالم۔

☆ **تاریخ اسلام:** اسلام میں اختلافات کا آغاز، واقعات خلافت علوی

☆ **ادیان کا تقابلی مطالعہ:** موازنہ مذاہب، اسلام پر مغربی علماء کی نکتہ چینی، اسلام اور دیگر مذاہب، چین کا فلاسفر (کنفیوشس)، مسیحی قانون کا نقص، اسلام اور موجودہ مغربی نظریہ، بہائی فرقہ اور جماعت احمدیہ، بہائی ازم کی تاریخ اور عقائد۔

☆ **بادشاہوں اور شہزادوں کو دعوت حق کے لئے خاص تالیفات:** تحفۃ الملوک (والئ دکن کو دعوت حق)، دعوت الامیر (شاہ افغانستان کو دعوت حق)، تحفہ شہزادہ ویلز (1922ء)، تحفہ لارڈ ارون (1931ء)۔

☆ **حضرت مسیح موعود کی خدمت دین حق سیرت و احوال، حضور کے مشن کا تعارف:** حضرت مسیح موعود کے کارنامے، احمدیت کا پیغام، سیرت مسیح موعود، حضرت مسیح موعود کے ذریعے ہمیں جو نعمتیں ملی ہیں اس کی عظمت پہچانو، قول الحق، احمدیت یعنی حقیقی (-)، احمدیت کے اصول، سلسلہ احمدیہ کی تعلیم۔

☆ **سیاسیات:** سیاسی معاملات اور موضوعات حضور کی تصانیف کے دو پہلو ہیں۔ ایک کا تعلق برصغیر پاک و ہند کی تحریک آزادی سے ہے۔ مسلمانان ہند کے سیاسی مفادات کے حوالے سے حضور قوم کو بار بار مفید ہدایات سے نوازتے رہے۔ سیاسیات کے دوسرے پہلو کا تعلق دوسرے مسلم ممالک کے عوام سے ہے۔ حضور نے اس جہت سے حسب موقع دین کے مفادات کے حق میں آواز اٹھائی۔ یہ تصانیف بھی حضور کی غیر معمولی سیاسی بصیرت کی آئینہ دار ہیں۔

اسلام اور تعلقات بین الاقوام، ترک موالات اور احکام اسلام، ہندو مسلم فسادات اور ان کا علاج، ہندوستان کے موجودہ سیاسی مسئلہ کا حل، نہرو رپورٹ اور مسلمانوں کے مصالح، مسلمانوں کا اہم فرض سائمن کمیشن کے متعلق، گول میز کانفرنس اور مسلمانوں کی نمائندگی، پارلیمینٹری مشن اور ہندوستانیوں کا فرض، جماعت احمدیہ اور حکومت حجاز۔

امت مسلمہ کے بین الاقوامی مفاد کے حوالے سے تصانیف و تالیفات: ترکی کا مستقبل اور مسلمانوں کا فرض (1919ء)، معاہدۂ ترکیہ اور مسلمانوں کا آئندہ رویہ، الکفر ملۃ واحدہ (مسئلہ فلسطین اور قضیہ اسرائیل 1948ء)، تقسیم فلسطین کے متعلق روس اور یو این او کے اتحاد کا راز۔

☆ **معاشیات و اقتصادیات:** یہ حضور کی وسعت علم ہے کہ اکنامکس سے تعلق رکھنے والے عناوین پر قرآن و سنت سے روشنی ڈالی ہے۔ نظام نو، اسلام کا اقتصادی نظام، اسلام اور ملکیت زمین۔

☆ **جماعت کے اندرونی اختلافات پر روشنی:** 1914ء میں جماعت لاہور کے عمائدین کی علیحدگی شخصیات کے ذاتی اختلافات کا شاخسانہ تھا۔ جس نے جلد بعد ہی عقائد و نظریات کے اختلاف کی شکل اختیار کر لی۔ طرفین نے اس اختلاف کی وضاحت کی ہے۔ حضور کی طرف سے بھی اس اختلاف کے موضوع پر وضاحتی لٹریچر موجود ہے۔

آئینہ صداقت، حقیقۃ الامر، اظہار حقیقت، حقیقۃ النبوۃ، القول الفصل، پیغام صلح کے چند الزامات کی تردید، مولوی محمد علی صاحب کی کھلی چٹھی کا جواب، مولوی محمد علی صاحب کی تازہ چٹھی کا جواب وغیرہ۔

☆ **خلافت سے وابستہ برکات و حسنات کا تذکرہ:** خلافت اسلامیہ، منصب خلافت، انوار خلافت، خلافت راشدہ، خلافت حقہ اسلامیہ۔

☆ **پاکستان کے مستقبل کے حوالے سے ملک کے وسائل کا تجزیاتی مطالعہ:** حضور نے اس حوالے سے کئی اہم تقاریر کیں۔ جسے ملک کے دانشور طبقے نے بہت سراہا۔ دفاع، زراعت صنعت کے لحاظ سے، نباتی، زراعتی، حیوانی اور معدنی دولت کے لحاظ سے، زمینی، فضائی اور بحری دفاعی طاقت کے لحاظ سے۔

☆ **متفرقات:** حضور نے بعض اچھوتے موضوعات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ ان میں سے ہر ایک موضوع اپنی ذات میں علم کی ایک مختلف شاخ سے تعلق رکھتا ہے۔ عربی زبان کا مقام السنۂ عالم میں، مذہب اور سائنس، فرعون موسیٰ، زمین کی عمر، زمانہ گزشتہ میں یورپ میں اسلام۔

☆ **علم حدیث:** حضور کی اس کتاب کا نام ''حق الیقین'' ہے۔ ایک مختصر سے تعارفی نوٹ کا یہاں اضافہ کر رہا ہوں۔ حضور نے یہ کتاب 1926ء میں لکھنؤ کے ایک مصنف، کی کتاب ''ہفوات المسلمین'' کے رد میں رقم فرمائی۔ حضور نے 120 صفحات کی اس کتاب میں حدیث کی اہمیت و افادیت واضح کی ہے، ائمہ حدیث کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ صحاح ستہ سے بطور اعتراض پیش کی جانے والی احادیث کی ایسی تشریح کی ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ کے یہی واقعات آبدار موتیوں کی طرح چمک اٹھے ہیں۔ کتاب میں حضور نے قرآن مجید کی متعدد آیات کریمہ کی ایمان افروز تفسیر و تشریح بھی پیش کی ہے۔ اس مختصر سی کتاب کا ایک ایک صفحہ حضور کے تبحر علمی، محبت رسول ﷺ کی اسلامی تاریخ پر مکمل عبور اور علم حدیث سے گہری واقفیت کا مظہر ہے۔ اس کتاب میں تفسیر، فقہ، حدیث، سیرت، تاریخ سب کچھ جمع ہو گیا ہے۔ یوں لگتا ہے کہ یہ کتاب کسی امام حدیث کے قلم سے نکلی جس کی علوم حدیث پر گہری نظر ہے۔ یہ کتاب حضور کے علوم ظاہری و باطنی کا ایک شاہکار ہے۔ قارئین اسے انوار العلوم جلد 9 میں سے ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

(صفحات 279 تا 397)

☆ **تفسیر قرآن:** تفسیر قرآن کے ذیلی عنوان کو میں نے عمداً آخر میں رکھا ہے کیونکہ اس کا باطنی علوم سے گہرا تعلق ہے۔ لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ (الواقعہ: 80) قلب مظہر ہی قرآنی معارف کے انوار کی جلوہ گاہ بنتا ہے۔ حضور کی ہزارہا صفحات پر مشتمل تفسیر کبیر 114 سورتوں میں سے صرف 59 سورتوں پر مشتمل ہے۔ آخری طویل علالت سے ذرا پہلے حضور کو ''تفسیر صغیر'' کی شکل میں تفسیری ترجمہ پیش کرنے کی توفیق مل گئی۔ حضور کے خطبات، تقاریر، درس قرآن، مجالس عرفان اور دیگر خطابات میں جابجا آیات قرآنیہ کی تفسیر موجود ہے۔ علماء سلسلہ اور ریسرچ سکالرز اس مواد کو تلاش کر کے محفوظ کر رہے ہیں، انشاء اللہ۔ ان سب خزائن سے ایمان و یقین کی محفلیں روشن ہوتی رہیں گی۔

علوم قرآن کے عشاق، حضور کے پیش کردہ نکات معرفت کو سراہتے ہیں اور خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ علماء کرام، حضور کی تفسیر کے محاسن اور امتیازی خصوصیات پر مقالات لکھ چکے ہیں۔

حضرت مصلح موعود کی تفسیر کی ایک اہم خوبی یہ ہے کہ حضور مستشرقین کے اعتراضات کو بیخ و بن سے اکھاڑتے چلے جاتے ہیں۔ یہ قرآن مجید اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے حضور کی بے پناہ محبت و عقیدت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

قرآن مجید سے تعلق رکھنے والی بعض تصانیف بھی ہیں۔ دیباچہ تفسیر القرآن، فضائل القرآن (تقاریر کا مجموعہ) قرآن کریم کی سابقہ الہامی کتب پر فضیلت، قرآن کریم کی فضیلت کے عقلی اور نقلی شواہد، قرآن کریم کو ہی کلام اللہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ قرآن مجید پر ستیارتھ پرکاش کے اعتراضات کی حقیقت، ترتیب قرآن اور استعارات کی حقیقت۔

☆......☆......☆

سمیع سٹیل ٹریڈرز
مینوفیکچرز اینڈ جنرل آرڈر سپلائرز
اعلیٰ قسم کے لوہے کی چوکھاٹ کا مرکز
ڈیلرز: G.P_C.R.C_H.R.C شیٹ اینڈ کوائل

امتیاز ٹریولز انٹرنیشنل
بالمقابل ایوان محمود ربوہ
گورنمنٹ لائسنس نمبر 4299
اندرون ملک اور بیرون ملک ٹکٹوں کی فراہمی کا ایک بااعتماد ادارہ
TeL:047-6214000,Fax:047-6215000
Mob:0333-6524952
E_mail:imtiaztravels@hotmail.com

ورده فیبرکس
چیمہ مارکیٹ بالمقابل الائیڈ بینک اقصیٰ روڈ ربوہ
عاطف احمد: 0476213883,0333-6711362
Skype:atif.ahmad28

LEARN German LANGUAGE
BY
German *Lady* Teacher
صرف خواتین کے لئے
Contact#:0302-7681425 & 047-6211298

ڈسکاؤنٹ مارٹ
پرفیومز، کاسمیٹکس، جیولری، ہوزری، فینسی کی اچھی رینج دستیاب ہے
ملک مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ
0333-9853345,0343-9166699

فاتح جیولرز
www.fatehjewellers.com
Email:fatehjeweller@gmail.com
ربوہ فون نمبر: 0476216109
موبائل 0333-6707165

DEUTSCHE SPRACH SCHULE
INSTITUTE OF GERMAN LANGUAGE
جرمن زبان سیکھئے
GOETHE کا کورس اور ٹیسٹ کی مکمل تیاری
رابطہ: عمران احمد ناصر کروائی جاتی ہے۔
مکان نمبر 51/17 دارالرحمت وسطی ربوہ 0334-6361138

الرحمن پراپرٹی سنٹر
اقصیٰ چوک ربوہ۔ موبائل: 0301-7961600
0321-7961600
پروپرائیٹر: رانا حبیب الرحمن فون دفتر: 6214209
Skype id:alrehman209
alrehman209@yahoo.com
alrehman209@hotmail.com

The Vision of Tomorrow
New Haven Public School
Multan Tel:061-6779794,061-6563536

سیال موبل آئل سنٹر اینڈ سپیئر پارٹس
ورکشاپ کی سہولت۔ گاڑی کرایہ پر لینے کی سہولت
نزد پھاٹک اقصیٰ روڈ ربوہ
عزیز اللہ سیال
047-6214971
0301-7967126

خدا کے فضل و رحم کے ساتھ
اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
سونے کے زیورات کے جدید اور اعلیٰ منفرد ڈیزائن
گولڈ پیلس جیولرز
بلڈنگ ایم ایف سی اقصیٰ روڈ ربوہ
پروپرائٹر: طارق محمود اظہر 03000660784
047-6215522

عمر اسٹیٹ اینڈ بلڈرز
لاہور میں جائیداد کی خرید و فروخت کا بااعتماد ادارہ
H2-278 مین بلیوارڈ جوہر ٹاؤن لاہور
چیف ایگزیکٹو: چوہدری اکبر علی
0300-9488447
042-35301547,35301548
0435301550Fax:042-35301549
E_mail:umerestate786@hotmail.com

فیصل کراکری اینڈ الیکٹرونکس
ہمارے ہاں کراکری کے علاوہ واشنگ مشین، مائیکروویو اوون، کوکنگ رینج، گیزر، انسٹا گیزر، چولہے، شیلف فٹنگ اور سادہ امپورٹیڈ اور لوکل بے شمار ورائٹی میں دستیاب ہیں۔
نیز پرانی واشنگ مشین کے بدلے میں نئی حاصل کریں قیمت کے فرق کے ساتھ
وڑائچ مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ
0323-9070236

فریش فوڈ، فریش کریم کیک، ڈرائی کیک، سپیشل گاجر حلوہ
شادی بیاہ و دیگر تقریبات کے لئے تیار مال دستیاب ہے
محمود سویٹ اینڈ بیکرز
اقصیٰ چوک ربوہ: 047-6214423
طالب دعا: اعجاز احمد: 0300-7716335
ریاض احمد: 0333-6704524

داؤد آٹوز
DASCO Best Quality PARTS
ڈیلر: سوزوکی، پک اپ وین، آلٹو، F.X، جیپ، کلٹس، خیبر، جاپان، جینین جاپان چائنا اینڈ لوکل سپیئر پارٹس
طالب دعا۔ داؤد احمد، محمد عباس احمد، محمود احمد، ناصر الیاس
بادامی باغ لاہور 13-KA آٹو سنٹر
فون شوروم: 042-37700448
042-37725205

چلتے پھرتے بروکروں سے سیمپل اور ریٹ لیں۔ وہی ورائٹی ہم سے 50 پیسے یا 1 روپیہ ریٹ میں لیں
گنیا (معیاری پیمائش) کی گارنٹی کے ساتھ
ہماری خواہش ہے کہ آپ کی لاعلمی کی وجہ سے کوئی ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکے۔ سرامکس ٹائل بھی دستیاب ہے۔
اظہر ماربل فیکٹری
5/15 باب الابواب دوستاپ ربوہ
موبائل: 03336174313

ریٹ کے فرق پر خریدا ہوا مال واپس ہو سکتا ہے۔
برائیڈل سوٹ، لہنگا ساڑھی، فراک، بوتیک ورائٹی، لیلن، کاٹن، ڈسکوس، وول، کھدر، سادہ، پرنٹ اور بہترین مردانہ ورائٹی
ورلڈ فیبرکس
ملک مارکیٹ نزد یوٹیلٹی سٹور ریلوے روڈ ربوہ
047-6213155,0333-6550796

عوامی بلڈنگ میٹریل سٹور
ہمارے ہاں گاڈر، ٹی آر، سریا، سیمنٹ اور بلڈنگ میٹریل کی تمام اشیاء موجود ہیں
لنک ساہیوال روڈ دارالبرکات ربوہ
پروپرائیٹر: بشارت احمد
فون: 047-6212983 موبائل 0300-4313469

قائم شدہ 1952
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092476212515
15 London Rd, Morden Sm4 5Ht
00442036094712

VINYL CENTER
- Wall Paper
- Window Blinds
- Glass Paper
- Vinyle Tiles
- False Ceiling
- PVC Paneling
- Curtain Cloth

12-13-LG, Glamour 1 Plaza
Township, Lahore.
: 042-35151360
Mobile: 0300-4122757
0321-4251115
Email:vinylcener@yahpp.com
Interiors
A Faizan Butt

نورتن جیولرز ربوہ
فون گھر 6214214
دکان 6216216
047-6211971

Ph:042-5162622,
5170255, 5176142
Mob:0300-8446142
رابطہ: مظفر محمود
محمود موٹرز
نئی و پرانی گاڑیوں کی خرید و فروخت کا بااعتماد ادارہ
عمار سعید: 0300-4178228
555-A Maulana Shokat Ali Road
Faisal Town, LAHORE.

STUDY IN GERMANY

Bachelor (with Foundation) & Master Degree Programmes Available

FREE DEGREE PROGRAMMES

Science	Engineering	Management
Medicine	Economics	Humanities

Get 18 Months Job Search Visa After Masters Degree & Even Work Allowed During Studies

APPLY NOW (Requirement)
- **Intermediate with above 60%**
- **A-Level Students**
- **Bachelor Students with min 70%**
- **Students awaiting result can also apply**

Consultancy+ Admission+Documentation
Even after reaching Germany, pick up service from airport till University
Please contact your Erfolg Team Consultants in Germany
Office:+4979405035030,**Fax:**+4979405035031,**Mob:**+4917656433243
Email: info@erfolgteam.com **Skype**:erfolgteam,**Web: www.erfolgteam.com**

حضرت مصلح موعود کے پاکیزہ اخلاق

تربیت اولاد اور بیٹی پر شفقت کی کہانی

محترمہ صاحبزادی امۃ المتین صاحبہ بنت حضرت مصلح موعود

☆......ربوہ کچے مکانوں کی بات ہے ۔مَیں نے ابا جان کوسکول سے آکر کہا جب ہماری کلاس صحن میں ہوتی ہے (سردیوں میں) تو چند اینٹیں ہوتی ہیں۔ جولڑکیاں جلدی جلدی لے کر اس پر بیٹھ جاتی ہیں باقی لڑکیاں اکڑوں بیٹھتی ہیں۔مَیں تو نہیں بیٹھ سکتی مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ کہنے لگے زمین پر بیٹھ جایا کرو۔ اکڑوں نہیں بیٹھنا۔لڑکیوں کے لئے مضر ہوتا ہے۔

☆ کراچی میں اماں جان کے عزیز ہوتے تھے جن کا تعلق حیدر آباد دکن سے تھا انہوں نے کبھی مخالفت نہیں کی۔ چچا سلیم بیگ، چچا رفیق بیگ اور چچا سلام بیگ (یہ حیدر آباد سندھ میں تھے) ہم کراچی گئے تو ابا جان نے چوہدری عبداللہ خان صاحب کو کہا مَیں ان سے ملنا چاہتا ہوں ان کا پتہ کروائیں۔ چوہدری صاحب نے ان کا پتہ کروایا اور کہا حضور آئے ہیں اور آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ چچا رفیق بیگ آ گئے مگر چچا سلیم بیگ نے کہا کہ بے شک وہ آپ کی جماعت کے خلیفہ ہیں لیکن میں ان کا چچا ہوں وہ رشتہ میں مجھ سے چھوٹے ہیں پہلے وہ ملنے آئیں پھر چاہے میں روزان سے ملنے آؤں۔ چوہدری صاحب نے پیغام ابا جان کو دے دیا۔ابا جان نے کہا بے شک وہ ٹھیک کہہ رہے ہیں میں پہلے ان سے ملنے جاؤں گا۔ پھر ابا جان امی (امی کا بھی اپنے ابا جان کی طرف سے وہی رشتہ بنتا تھا جو ابا جان کا تھا) اور مَیں چچا سلیم بیگ، چچا رفیق بیگ کے گھر گئے۔ پھر اکثر وہ لوگ آتے رہے۔ جب تک ابا جان کی بیماری نہیں شروع ہوئی۔ جب ابا جان بیمار ہوئے اور لندن جانے کے لئے کراچی جا کر ٹھہرے تو پھر وہ لوگ خود ہی آتے تھے۔ جب ہم حیدآباد گئے تو چچا سلام بیگ کو ملنے بھی گئے۔ پھر انہوں نے دعوت پر بھی بلایا۔

☆......ربوہ کے کچے مکانوں میں ہی ابا جان نے عربی کہانیوں کی کتابیں منگائیں۔ ایک دن مجھے کہنے لگے کہ آؤ تمہیں عربی پڑھاؤں۔ پتلی پتلی کتابیں تھیں ایک ایک کہانی کی۔ مجھے ایک کتاب لفظی ترجمہ کے ساتھ پڑھائی۔ مَیں نے کہا یہ مجھے آ گئی ہے اب دوسری پڑھائیں۔ کہنے لگے کل جب تم مجھے یہ سنا دوگی تو اگلی پڑھاؤں گا۔ اس وقت ذہن بہت تیز تھا۔ اگلے دن پوری کتاب مَیں نے ترجمہ کے ساتھ پڑھ کر سنا دی۔ ابا جان نے اگلی کتاب پڑھائی۔ اسی طرح یہ سلسلہ کئی دن تک چلتا رہا۔ پھر ابا جان کی مصروفیت کی وجہ سے بند ہو گیا۔

☆......مَیں کچھ کھاتی نہیں تھی۔ ناشتہ تو بالکل نہیں کرتی تھی۔ گرمیوں میں چوبیس گھنٹوں میں سکول سے آکر دو چھوٹی ککڑیاں یا ایک بڑی ککڑی کھاتی تھی۔ امی نے ابا جان کو کہا۔ ابا جان نے مجھے کہا کہ جب مجھے یہ پتا چلے گا کہ تم نے کھانا کھا لیا ہے تب تمہیں ککڑی کھانے کو ملے گی (مجھے ککڑیاں بے حد پسند تھیں) مجبوراً مَیں نے دوپہر کو کھانا کھانا شروع کر دیا۔

☆......مَیں کسی قسم کا شربت وغیرہ نہیں پیتی تھی۔ ایک دفعہ ساؤتھ افریقہ سے کوئی شخص ابا جان کے لئے اورنج سکاش لایا جس میں موٹی موٹی اورنج کی تریاں بھی تھیں۔ ابا جان نے مجھے زبردستی پلایا۔ مجھے بے حد پسند آیا۔ ابا جان نے مجھے دے دیا۔ اس کے بعد جب بھی وہ آتا تھا مجھے دے دیتے۔ بعض لوگوں کو ناگوار گزرا کہ یہ آپ صرف متین کو دیتے ہیں۔ کہنے لگے تم لوگ سب کچھ پی لیتے ہو وہ اور کوئی چیزیں نہیں پیتی اس لئے اسے دیتا ہوں۔

☆......ایک بار کچے مکانوں میں تحریک جدید کے چندہ ادا کرنے اور کم کرنے یا نہ کرنے والوں کی فہرست آئی۔ اس میں امی کے نام کے آگے لکھا تھا کہ چندہ پورا نہیں ادا ہوا۔ ابا جان نے دیکھا کہ چندے کا وعدہ بہت زیادہ تھا۔ امی پر بہت ناراض ہوئے۔ کہنے لگے مَیں تمہیں اتنی رقم ماہوار دیتا ہوں۔ اتنی رقم کھانے کی مد میں۔ اتنی نوکر کی تنخواہ، اتنی روشنی، جمعدار، ماشکی، دھوبی، دودھ کی مد میں اور تمہارا اتنا جیب خرچ ہے اگر کُل رقم ملا کر سال کا خرچ جمع کر لو اس سے بھی زیادہ تم نے چندہ لکھوایا ہے۔ اس لئے مَیں نے تمہارے چندہ کے اوپر لکیر ڈال دی ہے۔ اب تحریک جدید کو لکھو کہ تمہارا چندہ اتنا کیا جائے اور آئندہ اپنے جیب خرچ کے حساب سے چندہ لکھوانا کیونکہ باقی مدّیں تو اپنی چیزوں پر خرچ ہو جاتی ہیں۔

☆......قادیان میں مَیں بہت چھوٹی تھی کہ کسی کو باتیں کرتا مَیں نے سنا کہ ہماری ایک بہن نے میچنگ دوپٹہ نہ ہونے کی وجہ سے کسی اپنوں میں سے ہی ان کا ملتا ہوا دوپٹہ اوڑھ لیا۔ جس پر ابا جان نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ اس وقت اتنا بچپن تھا کہ مَیں حیران ہوئی بلکہ بعد میں بھی جب اس بات کا خیال آتا تھا تو حیران ہوتی تھی۔ جب ذرا سی بڑی ہوئی پارٹیشن کے بعد (پوری سمجھداری کی عمر بھی نہیں تھی) تو خیال آیا کہ یہ قناعت کی طرف اشارہ ہے۔ جب ذرا اور بڑی ہوئی تو پوری طرح یہ بات دل میں گڑ گئی کہ یہ یقینی قناعت کی طرف اشارہ ہے۔ اس لئے امی بھی اگر کہتی تھیں کہ تمہارے اس جوڑے کے ساتھ میرا فلاں سویٹر ملتا ہے پہن لو تو مَیں یہی جواب دیتی تھی کہ نہیں جو آپ اپنی استعمال شدہ چیز یا نئی، مستقل اپنے ہاتھ سے دیں گی وہ لوں گی ورنہ پہننے کے لئے نہیں۔

☆......ابا جان کو مہندی بہت پسند تھی۔ مَیں نے اکثر اپنی ماؤں کے مہندی لگے ہاتھ ہی دیکھے۔ اسی طرح ابا جان کو ناک چھدوانا پسند نہیں تھا۔ اس لئے اپنی بیویوں کو ناک میں کچھ نہیں پہننے دیتے تھے یا اپنی پسند ناپسند کا اظہار کر دیا تھا جو وہ نہیں پہنتی تھیں حالانکہ ناک میں سوراخ موجود تھے۔ مگر اپنی کسی بیٹی یا بہو کو منع نہیں کیا کیونکہ یہ کوئی شرعی مسئلہ نہیں تھا۔ یہ آپس میں میاں بیوی کا معاملہ تھا۔

☆......ابا جان ہمیشہ نظر نیچی رکھتے تھے۔ لگتا تھا آنکھیں آدھی بند ہیں اس میں بھی نامناسب بات یا نامناسب لباس کا فوراً پتہ چل جاتا تھا۔ کہتے تھے شریعت کے مطابق ہر فیشن کرو مگر جس چیز کی شریعت اجازت نہیں دیتی وہ نہیں کرنا۔ اتنی اونچی قمیص نہ ہو کہ ستر پوشی نہ ہو سکے۔ میری شادی سے پہلے بہت زیادہ لمبی قمیصوں اور بڑے بڑے پائینچوں کی شلواروں کا رواج تھا۔ میں بھی ویسا ہی پہنتی تو کبھی منع نہیں کیا بلکہ مذاق کرتے تھے کہ فلاں کی اماں لگ رہی ہو۔ ہاں بڑے گلے بڑے سخت ناپسند تھے۔ کہتے تھے کہ اس میں ستر پوشی نہیں ہوتی۔

☆......ہم کبھی لاہور، کوئٹہ یا کراچی جاتے تھے تو جیب خرچ کے علاوہ وہاں خرچ کرنے کے الگ سے پیسے دیتے۔ لاہور میں دیتے تو کہتے یہ لاہوری ہے۔ کوئٹہ میں دیتے تو کہتے کوئٹی ہے۔ کراچی میں کراچی ہے کہتے۔ ہم ایک دفعہ کراچی گئے تو مجھے کہا یہ تمہاری کراچی ہے۔ پھر پوچھا کیا لوگی۔ مَیں اس وقت غالبًا بارہ سال کی تھی مجھے ساڑھی بہت پسند تھی۔ مَیں نے جواب دیا ساڑھی لینی ہے مجھے بہت شوق ہے۔ کہنے لگے مجھے بھی لباس میں تنگ پاجامہ اور ساڑھی زیادہ پسند ہے۔ بس اس بات کا خیال رکھنا کہ بلاؤز چھوٹا نہ ہو کہ پیٹ ننگا ہو اور بازو اتنے لمبے ضرور ہوں کہ کہنیاں ڈھکی ہوئی ہوں۔

☆......ربوہ میں ہم کھانے کی میز پر بیٹھے تھے ابھی ابّا جان کا پانی نہیں آیا تھا ایک خاص حد تک ٹھنڈا صرف پی سکتے تھے اور پانی میں برف کی ڈلی تو بالکل برداشت نہیں تھی۔ لڑکی ابا جان کا پانی بنا رہی تھی۔ میں اپنے پانی سے ایک گھونٹ لے چکی تھی۔ کھانا ابھی شروع نہیں ہوا تھا۔ باتیں ہو رہی تھیں۔ ابا جان نے میرے گلاس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ امی نے بے اختیار کہا "اونہہ جوٹھا"۔ ابا جان نے ہاتھ بڑھا کر میرے سے گلاس لیا اور امی کو کہا تمہارے لئے جوٹھا ہو گا میرے لئے تبرک ہے، مسیح موعود کی پوتی ہے اور یہ کہہ کر پانی پی لیا۔

☆......ہمیں گھوڑ سواری بھی ابا جان نے سکھائی تھی۔ جب سندھ جاتے تو جو اپنے اپنے گھوڑے ہوتے تھے اسی پر بیٹھتے۔ جب ہم گھوڑے پر بیٹھتے تو ابا جان خود گھر سے باہر آ کر ہمیں سکھاتے کہ کس طرح بیٹھنا ہے۔ گھوڑے کو کس طرح دائیں یا بائیں موڑنا ہے یا سیدھا دوڑانا ہے۔ پاؤں کس طرح رکاب میں رکھنے ہیں۔ اگر گھوڑا سرکشی کرے تو رکاب میں صرف پنجے ہونے چاہئیں یا پاؤں نکال لو اس کے گلے میں بازو ڈالو۔ اور گھوڑے کی مختلف چالوں میں جسم کو کس طرح حرکت دینی ہے۔ لمبی تفصیل ہو گئی ہے مگر سکھایا ابا جان نے ہی ہے۔ گھوڑے پر سواری سے پہلے اس کی گردن پر تھپکی دو، اس کی رانیں سہلاؤ تا کہ وہ تمہیں اپنا دوست سمجھے۔ عام طور پر مَیں، جمیل اور بھائی رفیق ہوتے تھے اور ایک پہریدار پیدل ہمارے ساتھ ہوتا تھا۔ ایک دن میں ناصر آباد کے باغ میں سیدھا تیز رفتاری سے گھوڑا دوڑا رہی تھی۔ درمیان میں ایک پتلی سڑک کو کراس کر رہی تھی جس پر میں گھوڑا دوڑا رہی تھی۔ گھوڑے نے سیدھا جاتے جاتے جب چھوٹی سڑک کے اینڈ پر تھا ایک دم پلٹا کھایا اور اپنے تھان کی طرف جانے لگا جو باغ سے کافی فاصلہ پر ہماری کوٹھی سے ہٹ کر تھا۔ اس کے پلٹنے اور رفتار بے حد تیز کرتے ہی میں سمجھ گئی کہ یہ شرارت کر رہا ہے۔ مَیں نے فوراً اپنے پاؤں پیچھے کھینچے۔ اس نے ٹرن لیتے ہی ایسی پوزیشن لے کر مجھے اچھالا کہ مَیں کافی اندر آم کے باغ میں جا کر گری جہاں کافی ڈھیلے وغیرہ تھے جس سے میری پسلیوں اور دیگر جگہوں پر کافی چوٹیں آئیں۔ وہاں اردگرد باغ کا ہندو ٹھیکیدار اور اس کا عملہ تھا۔ انہوں نے جو گھوڑے کو اکیلے تیز دوڑتے دیکھا سب کو پتہ تھا کہ کون کس گھوڑے پر ہوتا ہے۔ شور پڑ گیا۔ کوئی شخص کوٹھی کی طرف دوڑا۔ ابا جان کو اطلاع دی۔ ابا جان سلیپروں میں تھے۔ اسی طرح دوڑے۔ ساتھ پہریدار بھی تھے۔ آ کر مجھے اٹھایا میری پسلیوں میں سخت درد۔ ایک آدمی کو حکم دیا کہ اس گھوڑے کو پکڑ کر لاؤ۔ جب وہ آیا تو مجھے کہا اس پر بیٹھو۔ مَیں نے انکار کیا اس پر نہیں بیٹھنا، ویسے بھی میری پسلیوں میں درد ہے۔ کہنے لگے اس پر ہی بیٹھنا ہے اور ابھی بیٹھنا ہے۔ بیٹھنے سے پہلے اسے اچھی طرح سوٹیاں لگاؤ۔ اگر آج تم نے اس پر سواری نہیں کی تو یہ کبھی بھی تمہیں خود پر سوار نہیں ہونے دے گا۔ ہمیشہ یاد رکھو اپنی سواری کو اپنے زیرِ نگیں رکھو اس کو اپنے پر حاوی ہونے کا موقع نہ دو۔ سواری کے جانور کو ہمیشہ یہ احساس دلاؤ کہ اس کا مالک حاوی ہے اور وہ اس کا تابع ہے۔ بیٹھنے سے پہلے بھی اس کو مارو اور اس کو دوڑاتے ہوئے بھی خوب مرمت کرو۔ پھر خود مجھے گھوڑے پر سوار کرایا اور کہا ڈرنا بالکل نہیں اس کو اپنا تابع بنانا ہے اور خوب دوڑانا ہے۔ ابا جان کے کہنے کے مطابق مَیں نے گھوڑے کو خوب دوڑایا اور اس کی خوب مرمت کی۔ کافی دیر تک مجھے گھوڑ سواری کرتے دیکھتے رہے اور جب مطمئن ہو گئے کہ اس نے گھوڑے کو اپنے تابع کر لیا ہے پھر واپس گئے۔

☆......قصر خلافت ربوہ میں تھے۔ اگر کوئی دوست دعوت پر بلاتے تو پوچھتے کس نے بلایا ہے۔ اگر تسلی ہوتی تو اجازت دیتے لیکن اکیلے یا دوستوں کے ساتھ نہیں گھر کی قابلِ اعتبار عورت ساتھ ہوتی۔ بلکہ اکثر کہتے تم خود دعوت کیا کرو تا کہ کسی کے گھر جانے کی ضرورت ہی نہ ہو۔

☆......مَیں میٹرک میں تھی تو ابا جان نے کہا

باقی صفحہ 6 پر

شادی بیاہ و دیگر تقریبات پر کھانے پکوانے کا بہترین مرکز

مجید پکوان سنٹر

یادگار روڈ ربوہ

پروپرائیٹر: فرید احمد: 0302-7682815

Deals in HRC,CRC,EG,P&O,
Sheets &Coil

JK STEEL

Lahore

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا

NASEEM JEWELLERS
23K/22K JEWELLERY SUPPLIERS

پروپرائٹر: میاں وسیم احمد

اقصیٰ روڈ ربوہ — فون دکان 6212837
Mob:03007700369

کلاسیکا پٹرولیم احمد نگر

احمدی بھائیوں کا اپنا پٹرول پمپ

معیار اور مقدار میں۔ ایک نیا نام

با اخلاق عملہ۔ ٹک شاپ کی سہولت

24 گھنٹے نان اسٹاپ سروس

0331-6963364,047-6550653

آندرے آس لینگوئج انسٹیٹیوٹ

جرمن زبان سیکھیے
گوئٹے انسٹیٹیوٹ سے سند یافتہ ٹیچر

اور اب لاہور کراچی ٹیسٹ کی تیاری کیلئے بھی تشریف لائیں۔

فیصل آباد میں بھی جرمن کلاسز کا آغاز ہو چکا ہے

برائے رابطہ: طارق شبیر دارالرحمت غربی ربوہ
03336715543, 03007702423,0476213372

قابل علاج امراض

ہیپاٹائٹس۔ شوگر۔ بلڈ پریشر

الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹورز

عمر مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ — فون: 047-6211510
0334-7801578

فیصل آباد میں آپ کی اپنی دکان

عزیز کلاتھ و شال ہاؤس

لیڈیز و جینٹس سوٹنگ، شادی بیاہ کی فینسی و کامدار ورائٹی
پاکستان و امپورٹڈ شالیں، سکارف جرسی سویٹر، تولیہ
بنیان و جراب کی مکمل ورائٹی کا مرکز
کارنر بھوانہ بازار۔ چوک گھنٹہ گھر۔ فیصل آباد
041-2604424,0333-6593422
0300-9651583

البشیرز معروف قابل اعتماد نام

پیج جیولرز اینڈ بوتیک
ریلوے روڈ گلی نمبر 1 ربوہ

نئی ورائٹی نئی جدت کے ساتھ زیورات و ملبوسات
اب پتوکی کے ساتھ ساتھ ربوہ میں با اعتماد خدمت

پروپرائیٹرز: ایم بشیر الحق اینڈ سنز
شوروم ربوہ: 0300-4146148,047-6214510
فون شوروم پتوکی: 049-4423173

Sarmad
SJ
Jewellers
different. like you.....

Rizwan Aslam
0321-9463065

Main Branch:
Shop # 4, Umer Market
Zaildar Road, Ichra,
Lahore.
Tel: +92 423 7523145
+92 423 7567952

Ichra Branch:
Shop # 198. madina
Bazar. Ichra.
Lahore.
Tel: +92 423 7536181
Fax: +92 423 7813914

Member of LCCI & APGJMA
sarmad jeweller @ gmail.com

Hoovers World Wide Express

کوریئر اینڈ کارگو سروس کی جانب سے ریٹس میں
حیرت انگیز حد تک کمی دنیا بھر میں سامان بھجوانے کیلئے رابطہ کریں

جلسوں اور عیدین کے موقع پر خصوصی رعایتی پیکج

72 گھنٹے میں ڈیلیوری تیز ترین سروس کم ترین ریٹس، پک کی سہولت موجود ہے
پورے پاکستان میں اتوار کو بھی پک کی سہولت موجود ہے

بلال احمد انصاری، سفیان احمد انصاری
شاپ نمبر 25 ہجویری سنٹر ملتان روڈ چوبرجی لاہور
0345 / 0321 4866677
0333-6708024,042-37418584

خوشخبری

ٹاپ برانڈز ڈیزائنرز سوٹ
فور سیزن دستیاب ہیں

انصاف کلاتھ ہاؤس

ریلوے روڈ۔ ربوہ فون شوروم: 047-6213961

TOTAL

TOTAL

شاہین فلنگ اسٹیشن

بالمقابل ٹریٹ کارپوریشن، پیکو روڈ
کوٹ لکھپت لاہور

فون: 042-35884018-35884019

پٹرول اور ڈیزل کی پوری مقدار
اور اعلیٰ کوالٹی کے ضامن

طاہر آٹو ورکشاپ

ورکشاپ ٹیکسی سٹینڈ ربوہ

ہمارے ہاں پٹرول، ڈیزل EFI گاڑیوں کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے نیز تمام گاڑیوں کے جینئن اور کابلی سپیئر پارٹس دستیاب ہیں

فون: 0334-6360782,0334-6365114

سٹار جیولرز

سونے کے زیورات کا مرکز

حسین مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ

طالب دعا: تنویر احمد
047-6211524
0336-7060580

Education Concern® Education Concern® Education Concern® Education Concern® Education Concern® Education Concern®

Study Abroad
Get Admission in Top Level Universities / Colleges / Schools in
UK, USA, Canada, Australia, New Zealand, Malaysia, Ireland, Holland & China.

IELTS™
English for International Opportunity
iTEP Training & Testing Center
Training By
Qualified Teachers
International College of Languages
ICOL

Visit / Settlement Abroad:
→ Jalsa Visa
→ Apeel Cases
→ Visit / Business Visa.
→ Family Settlement Visa.
→ Supper Visa for Canada.

EC Education Concern
Education Concern® (British Council Trained Education Consultant)
67-C, Faisal Town, Lahore
042-35162310 / 35177124 / 0302-8411770/0331-4482511
www.educationconcern.com
info@educationconcern.com
Skype ID: counseling.educon

Lets Fly Air International

پوری دنیا کے لئے Reservation ٹکٹس International اور Domestic کی سہولت
اور ہر طرح کی ٹکٹس کی Reconfirmation کی سہولت موجود ہے۔
دنیا کے تمام ممالک کے لئے Health Insurance اور Hotel Booking کی جاتی ہے
Toefl, Ielts, City and guids (Esol) کی رجسٹریشن کی سہولت میسر ہے۔
نیز Deawoo Express کی ٹکٹس دستیاب ہیں۔

College Road, Near Aqsa Chowk (Rabwah)
0336-5004501, 0334-6204170, 047-6211528-29
Email:letsflyair@hotmail.com

TURBO
The Family Shop
For The Complete Home
Molding Plastic
into
Miracles
Thermoplas (Pvt) Ltd
E-12/A, Site, Karachi. Call: +92- 21-32574766-68
info@thermoplas.com www.thermoplas.com

حلال
HALAL
Shezan
HAVE A
FRUITFUL
DAY
Shezan
APPLE
JAM
Natural Goodness
PRODUCT OF PAKISTAN
440 gms
An ISO 9001, ISO 22000 & HACCP Certified Company